

۱۱۵
۵۵

1824

رأی حتمی

کتابخانه جامعہ اسلامیہ
کراچی
تاریخ: ۱۸۲۴
نمبر: ۵۵
۱۱۵

خطیب پاکستان الحاج مولانا محمد شفیع اکاڑمی

دینہ پبلشنگ کمپنی بندرود کراچی

اس رسالہ میں درود شریف الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ پڑھنے اور یا رسول اللہ اور یا غوث کا نعرہ لگانے اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام سے مدد مانگنے کا مدلل بیان اور
روشن ثبوت ہے۔

المسئلی بہ

راہِ حَقِّ

المؤلف نے

مُحَمَّدُ شَفِيعُ الْخَطِيبِ الْكَارِوِي

ناشر

مدینہ سلیٹنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 59789 حَمْدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہ درود شریف الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرنا یعنی یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض وہابی دیوبندی مولوی کہتے ہیں کہ اس درود شریف کا پڑھنے والا اور یا رسول اللہ اور یا غوث کہنے والا مشرک بدعتی ہے، لکایہ کہنا کہاں تک مست ہے؟ دلائل کی روشنی میں مسئلہ کی حقیقت بیان فرمائی جائے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى خُصُوصًا عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ وَصَحَابِهِ وَرَبِّ الْقَصْدِ وَالصَّفَا
 بلاشک شبہ یہ درود شریف الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، پڑھنا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرنا یعنی یا رسول اللہ کہنا اور حضرت غوث اعظم کو یا غوث کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ بعض مولویوں کا اسے شرک کہنا بالکل غلط اور جہالت و گمراہی ہے۔ جواب بترتیب حاضر ہے۔

(۱) ارشاد ہوتا ہے إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
 آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (قرآن) تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود
 بھیجتے رہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام بھیجو!
 اس آیہ کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو صلوة و سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔
 مسلمان اس حکم الہی کی تعمیل الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھ کر کرتے ہیں
 صَلُّوا كَمَا حَكَى اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اور صَلُّوا كَمَا حَكَى اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ سے کرتے ہیں گویا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 پڑھنا اس حکم الہی کی تعمیل ہے۔ اگر اس آیہ کریمہ کی تعمیل درود ابراہیمی یعنی اللَّهُمَّ صَلِّ
 عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ سے کی جائے تو آیت کی پوری تعمیل نہیں ہوتی کیونکہ درود ابراہیمی میں
 صرف صَلَاةٌ كَمَا حَكَى اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ہے و صَلُّوا كَمَا حَكَى اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اور آیہ کریمہ
 میں صَلَاةٌ وَسَلَامٌ دُونِی کے پڑھنے کا حکم ہے، لہذا آیہ کریمہ کی پوری تعمیل الصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سے خوب ہوتی ہے۔ باقی رہا یہ کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ہمیں درود ابراہیمی تعلیم فرمایا تو بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درود
 ابراہیمی تعلیم فرمایا مگر نماز میں اور نماز میں ہم بھی درود مسلمان ہی درود شریف پڑھتے ہیں کیونکہ یہ
 درود شریف نماز کے ساتھ خاص ہے چنانچہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
 أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ
 كَرِهْتُ أَنْ يَخْبُرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ كَرِهْتُ أَنْ يَخْبُرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 میں آیا اور حضور کے آگے آکر بیٹھ گیا اور کہا

يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَمَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاكَ فَكَيْفَ
 نَصَلِّيُ عَلَيْكَ إِذَا اخْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ قَالَ نَصَمَتَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحَبَبْنَا
 أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ فَقَالَ إِذَا أَنْتُمْ
 صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ
 عَلَى مُحَمَّدٍ الْخ

(سند امام احمد جلد ۳ ص ۱۱۹ و جلال الافهام ابن قيم)

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کو تو ہم
 نے خوب سمجھ لیا ہے کہ (نماز میں کیسے پڑھنا چاہئے)
 اب یہ فرمائیے کہ جب ہم آپ پر درود پڑھیں
 اپنی نمازوں میں تو کیسے پڑھیں؟ حضرت
 ابو مسعود فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے یہ محبوب جانا
 کہ وہ سوال ہی نہ کرتا، تو حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا تم درود پڑھو پھر (نماز میں) تو
 کہو اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الْخ

صحیح ابن حبان قال الحاكم صحیح علی شرط مسلم واخرج ایضا احمد
 وابن خزيمة ودارقطنی وبيهقي ان هذه الفاظ السروية مختصة بالصلوة

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا

يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَصَلِّيُ عَلَيْكَ بَعْنِي فِي
 الصَّلَاةِ قَالَ تَقُولُونَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الْخ
 یا رسول اللہ ہم آپ پر نماز میں کیسے درود پڑھیں
 فرمایا تم کہو اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الْخ

(جلاء الافهام ابن قيم ص ۱۶)

پہلی حدیث میں جملہ إِذَا اخْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا اور دوسری حدیث میں
 جملہ فِي الصَّلَاةِ اس امر کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام نے نماز میں درود پڑھنے کے متعلق

پوچھا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر درود ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ درود شریف ابراہیمی نماز کے ساتھ خاص ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے امام علامہ شوکانی، جن سے ان کے دوسرے امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اس طرح مدد مانگتے ہیں۔

شیخ سنت مددے قاضی شوکان مددے

(جو کہ ان کے نزدیک شرک ہے) وہ بھی اپنی کتاب تحفۃ الزاکرین کے ص ۱۳۲ پر فرماتے ہیں

وَفِيهِ تَقْيِيدُ الصَّلَاةِ عَلَيَّ عَنِّي اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ، فَيَقِيدُ
ذَلِكَ أَنَّ هَذِهِ الْفَاطَةُ الْمُرَوِّيَّةُ
مُخْتَصَّةٌ بِالصَّلَاةِ وَأَمَّا خَارِجُ الصَّلَاةِ
فَيَحْصِلُ الْإِمْتِنَانُ بِمَا يُفِيدُهُ قَوْلُ
سُبْحَانَكَ وَتَعَالَى (إِنَّ اللَّهَ وَ
مَلَيْكَتَهُ)

اور اس (حدیث) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر
نماز میں درود پڑھنا مقید کیا گیا ہے۔ پس یہاں
سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ یہ (درود ابراہیمی کے)
الفاظ جو مروی ہیں یہ نماز کے ساتھ خاص ہیں۔
نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھنا چاہئے۔
جس سے آیت إِنَّ اللَّهَ وَمَلَيْكَتَهُ
کی پوری تعمیل ہو جائے یعنی ہمیں صلوة و سلام دونوں میں

چنانچہ دنیا بھر کے علماء و محدثین نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھتے ہیں جس میں
صلوة و سلام دونوں ہوتے ہیں۔ اور نماز میں اس لئے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
درود شریف کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی جس میں صرف صلوة کا ذکر اور جس سے صرف صلوة کی تعمیل
ہوتی ہے کہ نماز میں چونکہ وَسَلِّمُوا کی تعمیل السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

وَبَرَكَاتٍ سَ مِنْهُ هِيَ، لِهَذَا فَرَمَا يَا كَلِّمُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ الْخَيْرِ طَعْمَكَ صَلَوَاتُ
 كِي تَعْمِيل كَرِيَا كَرُو۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکابرین میں سے
 ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف لکھا کرتا تھا میں
 آپ کے نام مبارک کے ساتھ لفظِ صلوة تو لکھتا مگر لفظ سلام نہ لکھتا تھا۔

فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لِي أَمَا تَتِمُّ الصَّلَاةَ
 عَلَيَّ فِي كِتَابِكَ؟ فَمَا كَتَبْتَ بَعْدَ
 ذَلِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ
 تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
 آپ نے مجھ سے فرمایا تم اپنی کتابت میں مجھ پر
 پورا درود کیوں نہیں لکھتے؟ پس اسکے بعد
 میں ہمیشہ آپ کے نام کے ساتھ صلوة اور

(احیاء العلوم ص ۳۱۹) سلام دونوں لکھتا۔

احمد لہ کہ اہل سنت الصلوة والسلام عليك يا رسول الله پڑھ کر آئیے
 کریمہ کی پوری تعمیل کرتے ہیں۔

حضور اکرم تاجدار عرب و عجم نور مجسم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے
 روضہ اقدس پر صبح و شام ہی درود شریف الصلوة والسلام عليك يا رسول الله
 ہی پڑھا جاتا ہے، وہاں پر بھی آیہ کریمہ کی تعمیل اسی درود سے ہی ہوتی ہے جو اس
 درود شریف کو شرک کہتے ہیں ان سے پوچھا جائے کیا وہاں صبح و شام شرک ہوتا
 ہے؟ اور کیا وہ لاکھوں خوش نصیب مسلمان روضہ اطہر پر اس درود شریف

کو پڑھنے والے مشرک ہیں ؟

بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ روضۃ اطہر یہ درود شریف پڑھنا مشرک نہیں ہے، یہاں مشرک ہے، افسوس کہ ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ مشرک تو مشرک ہی ہوگا خواہ وہ کسی مقام پر کیا جائے۔ جب وہاں مشرک نہیں تو یہاں بھی نہیں اور اگر یہاں مشرک ہے تو وہاں بھی مشرک ہوگا حقیقت یہ ہے کہ نہ یہاں مشرک ہے اور نہ وہاں مشرک ہے۔ اور چونکہ یہ لوگ ہر کارِ خیر کو مشرک کہہ دیا کرتے ہیں، لہذا اس درود شریف کے پڑھنے کو بھی اگر یہ مشرک کہیں تو کیا تعجب ہے؟

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انتباہ

فی سلاسل اولیاء اللہ کے صفحہ ۱۲۳ پر فرماتے ہیں۔

دوبعدہ فریضہ نماز بگزار دوچوں سلام	یعنی پھر صبح کے فرض پڑھے جب سلام
دوبد یہ اور اد فتحیہ خواندن مشغول شود	پھرے اور اد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے
کہ از تبرکات انفاس ہزار و چہار صد	کہ وہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام
ولی کامل جمع شدہ است فتح ہر یک	سے جمع ہوا ہے، اور فتح ہر ایک ولی کی اسکے
ازاں کلمہ بودہ است ہر کہ از سر حضور	ایک ایک کلمہ سے ہونی ہے جو حضور کیسا تھ
ملازمت نماید برکت و صفائی آن	اسکا پڑھنا اپنے اوپر لازم کر لے اسکی برکت و صفائی
مشاہدہ خواہد نمود و از ولایت ہزار و	کا مشاہدہ کریگا، اور چودہ سو ولی کامل کی ولایت
چہار صد ولی نصیب یابد۔	سے حصہ پائیگا اور فیضیاب ہوگا۔

اور اسی کتاب میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اورادِ فتحیہ وظائف کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت سید علی امیر کبیر سیدانی رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کی زیارت کو گئے تو وہاں ان کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اورادِ فتحیہ پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔
شاہ صاحب کے ارشاد سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) جو شخص ہر روز اورادِ فتحیہ کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرے وہ چودہ سو فی کامل کی ولایت سے حصہ پائے گا۔ اور اس کی برکتوں کا مشاہدہ کرے گا۔

(۲) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سید علی امیر کبیر رحمۃ اللہ علیہ کو اس اورادِ فتحیہ کے پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔
اس اورادِ فتحیہ میں یہ درود شریف بھی ہے۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ	الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحْمَةَ الْعَالَمِينَ	الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحْمَةَ الْعَالَمِينَ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمَامَ الْمُتَّقِينَ	الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمَامَ الْمُتَّقِينَ

ناظرین حضرات غور فرمائیں کہ اگر اس درود شریف کا پڑھنا شرک ہوتا تو کیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سید علی امیر کبیر سیدانی کو شرک کرنے کا حکم دیا تھا؟ اور کیا شاہ ولی اللہ صاحب شرک کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں، جو فرماتے ہیں کہ اس کے پڑھنے والے کو چودہ سو اولیاء اللہ کی ولایت سے حصہ ملے گا۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور شاہ ولی اللہ صاحب کو شرک کا علم نہیں تھا جو پڑھنے کا حکم دیتے ہیں، آج کل کے یہ مولوی شرک کو زیادہ جانتے ہیں؟
خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ان مولویوں کے فتوؤں سے محفوظ رکھے جنہوں نے اس قسم کے فتوے دے کر مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کر دیا ہے اور اب حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع ہونا دشوار ہو گیا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب ہاجر کی جو کہ مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اور مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ دیوبندی مولویوں کے پیرومرشد ہیں اور جن کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے امداد المشتاق میں لکھا ہے کہ وہ اس زمانہ میں اللہ کی محبت ہیں وہ حاجی صاحب اپنے کتاب صیارات القلوب کے صفحہ ۸۳ پر فرماتے ہیں کہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک کا شوق ہو بعد نماز عشاء باطہارت کامل و جامہ نود استعمال خوشبو بادب تمام رو بسوئے مدینہ منورہ بنشیند و ملتجی از جناب قدس حقیقت محمدی برائے حصول زیارت جمال مبارک صلی اللہ علیہ وسلم و دل را از جمیع خطرات خالی کردہ صورت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ لباس عشا کی نماز کے بعد پاک و صاف کپڑے پہن کر خوشبو لگائے اور ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور بارگاہ الہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام خیالات و سادس سے خالی کر کے یہ تصور کرے کہ حضور پر نور صلی اللہ

علیہ وسلم بہت ہی سفید کپڑے پہنے اور
سبز عمامہ باندھے کرسی پر چوڑھویں
کے چاند کی طرح جلوہ افروز ہیں، اور دائیں
طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
اور بائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک
یا حبیب اللہ اور دل پر الصلوٰۃ والسلام
علیک یا حبیب اللہ کی ضربیں لگائے اور
جس قدر ہو سکے اس درود شریف کو پے
در پے پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

اور یہی حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ بَصِيغَةٌ خَطَابٍ فِي بَعْضِ لُغَاتِ كَلَامِ كَرْتِي هِيَ يَهِيَ اتِّصَالُ مَعْنَى
بَنِي بِي لَمْ الْخَلْقِ وَالْأَمْرُ عَالِمٌ أَمْرٌ مَقِيدٌ بِجِهَتِ طَرَفٍ وَقَرَبٌ وَبَعْدٌ وَغَيْرُهُ هِيَ
بِسْ اس كِي جَوَازِي فِي شَكِّ نَهِي هِي۔

(امداد المشتاق صفحہ ۵۹)

کیا فرمانے ہیں دیوبندی مولوی صاحبان حضرت حاجی صاحب کے
بارے میں جو یہ فرما رہے ہیں کہ اس درود شریف کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے،

اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جان کر اس درود شریف کو پڑھے اسکو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے گی۔

اگر یہ درود پڑھنا شرک اور پڑھنے والا مشرک ہے تو مشرک کو زیارت کیسی؟ اور جو شرک و بدعت کو جائز قرار دے کر اس کے کرنے کا حکم دے وہ کون ہوا؟ اب فیصلہ ان ہی مولویوں پر ہے۔ یا تو پیر صاحب پر بھی فتوے جاری کر دیں یا خود توبہ کر کے اس درود شریف کو جائز قرار دے کر پڑھنا شروع کر دیں۔

اور سنئے اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ارشاد کہ

”فرمایا کہ یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں، وہ بھی ان

الفاظ سے کہ **الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ**“

(شکر النعمۃ بذكر رحمة الرحمة ص ۱۸)

لیجئے اور سنئے! اپنے مرکز دائرۃ التحقیق شیخ الہند مولوی حسین احمد مدنی

صاحب کا ارشاد کہ فرماتے ہیں :-

”چنانچہ وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ **الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ**

اللَّهِ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس نداء اور خطاب پر کرتے

ہیں اور ان کا استہزار اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے

مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صورتوں کو اگرچہ بصیغہ خطاب و

نداء کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں

(الشہاب الثاقب ص ۶۵)

ایک اور بھی اپنے راس المحدثین مولوی محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم
سہارنپور کی سن لیجے فرماتے ہیں۔

”بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام دونوں کو جمع کیا
جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیک یا رسول اللہ
السلام علیک یا نبی اللہ وغیرہ کے الصلوٰۃ والسلام علیک
یا نبی اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ اسی طرح آخر
تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بڑھاوے تو زیادہ اچھا ہے“

(فتاویٰ درود شریف ص ۲۸)

دیوبندی حضرات کے ان بزرگوں نے تو ان پر سخت مصیبت قائم کر دی یہ
عبارتیں ان کے حق میں ایسی ہیں جیسے ”سانپ کے منہ میں پھوندر“ جو نہ اگلتے بنے
نہ نکلے بنے۔

اب اگر وہ اس درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو شرک و
بدعت کہیں تو ان کے اپنے بھی اس کی زد میں آکر شرک و بدعتی قرار پاتے ہیں اور نہ
کہیں تو یہ ان کے مسلک و مزاج کے خلاف ہے۔ نہایت پریشانی کے عالم میں ہیں
بقول شاعر

اگ دی ستا دے جب آشیانے کو مرے

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہو ادینے لگے۔

کاش! آج کل کے دیوبندی حضرات اپنے اکابر کے ان ارشادات پر عمل کرتے ہوئے خود الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی تلقین کرتے مگر انہوں نے اس درود شریف کے پڑھنے کو شرک بدعت کھراپے بڑوں کو مشرک و بدعتی بنا ڈالا، اور دوسری طرف دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کو بھی مشرک و بدعتی قرار دے دیا اور آپس میں لڑایا۔

علامہ ابن قیم جو ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں جن کو یہ مولوی بھی امام مانتے ہیں اپنی کتاب جلال الفہام مطبوعہ امرتسر کے صفحہ ۳۶۰ پر فرماتے ہیں کہ ابو بکر محمد بن عمر نے فرمایا کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس تھا تو حضرت شبلی تشریف لائے، ابو بکر بن مجاہد انکی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور انکو سینہ سے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بورہ دیا

تو میں نے عرض کیا اے میرے آقا اپنے شبلی

کے ساتھ یہ سلوک فرمایا ہے، حالانکہ آپ اور

سارے بغداد والے اس کو دیوانہ تصور کرتے

ہیں (ابو بکر بن مجاہد نے) فرمایا میں نے

شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔ جیسا کہ

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے

ساتھ کرتے دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے

فَقُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي تَفْعَلُ هَذَا

بِالشَّبَلِيِّ وَأَنْتَ وَجَمِيعٍ مِّنْ

بَغْدَادٍ يَتَصَوَّرُونَ أَنَّهُ مُجْنُونٌ

فَقَالَ لِي فَعَلْتُ بِهِ كَمَا رَأَيْتُ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَعَلَّ بِهِ وَذَلِكَ إِنِّي رَأَيْتُ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي الْمَنَامِ وَقَدْ أَقْبَلَ الشُّبْلِيُّ
 فَقَامَ إِلَيْهِ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ
 فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَفْعَلُ
 هَذَا يَا سُبُلِي؟ فَقَالَ هَذَا يَقْرَأُ
 بَعْدَ الصَّلَاةِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ
 مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ أَلَى الْآخِرِ
 السُّورَةِ وَيَقُولُ ثَلَاثًا مَرَّةً
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدًا!

خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت شبلی آئے
 اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان
 کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کی دونوں آنکھوں
 کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے عرض کیا یا
 رسول اللہ آپ نے شبلی کے ساتھ ایسا کیوں
 کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ شبلی نماز کے بعد پڑھا ہے
 لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ
 عَزِيزٌ أَلَى الْآخِرِ اور پھر تین مرتبہ کہتا

ہے صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدًا اس وجہ سے ہم نے اس پر شفقت فرمائی ہے)
 ناظرین حضرات غور فرمایا آپ نے کے ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَاءَكُمْ
 رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ کے بعد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھنے والے
 حضرت شبلی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی رحمت و شفقت فرمائی کہ اسکے لئے
 قیام فرمایا اور اس کو پیار سے بوسہ دیا اور اس کو اپنے جمال مبارک کی زیارت
 سے شرف فرمایا اگر یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت ہوتا تو کیا شرک و بدعتی کو
 یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! معلوم ہوا کہ یہ درود شریف پڑھنا شرک
 بدعت نہیں ہے بلکہ اس کے پڑھنے والے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 شفقت و رحمت فرماتے ہیں، اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف میں رہتے تھے۔

اس درود شریف کے پڑھنے کو جو شرک کہا جاتا ہے اس کی دو وجہیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں علیک آتا ہے اور وہ خطاب کا صیغہ ہے اور خطاب اس کو کیا جاتا ہے جو سامنے موجود ہو اور سنتا ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو سامنے موجود ہیں اور نہ سنتے ہیں لہذا یہ شرک ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ اس میں یا حرف نداء آتا ہے اور غیر اللہ کو ندا کرنا شرک ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ شرک ہے تو پھر پڑھنے والے کے پاؤں وقت نماز میں بھی شرک ہوتا ہے۔ اور نماز پڑھنے والے سب مشرک ہیں کیونکہ ہر نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ پڑھا جاتا ہے اس میں بھی تو یا حرف نداء مخذوف اور خطاب کا صیغہ علیک موجود ہے لہذا جو لوگ اس درود کو شرک کہتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ نماز کو بھی شرک کہیں؟ اور غالباً وہ مولوی بھی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ہی پڑھتے ہوں گے تو وہ بھی مشرک ہوئے ہ

ابھی ہے پاؤں یا رکاز لہ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا،

اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

وَبَرَكَاتُهُ نماز میں پڑھنا سُنُّنٌ حَسْبُهَا نہیں، بلکہ انشاء ہے اس میں حضور

صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام مقصود ہے۔ چنانچہ در مختار ص ۲۵۲ میں ہے کہ
 وَيَقْصِدُ بِالْفَاظِ الشَّهْدِ مَعَانِيهَا
 مُرَادَةً لَهُ عَلَى وَجْهِ انْشَاءٍ كَأَنَّهُ
 يُحْيِي اللَّهُ وَيُسَلِّمُ عَلَى نَبِيِّهِ وَ
 عَلَى نَفْسِهِ وَأَوْلِيَاءِهِ لَا الْإِخْبَارُ
 عَنْ ذَاكَ ذِكْرَهُ فِي الْمُجْتَبَى

تشہد کے الفاظ سے اسکے معانی اپنی مراد
 ہونیکا ارادہ کرے، انشا کے طور پر گویا
 کہ نمازی اللہ کی تحیت کرتا ہے اور اسکے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اسکے اولیا پر اور اپنے
 اوپر سلام پیش کرتا ہے، اخبار کا ارادہ نہ کرے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر یوں فرمایا

أَيُّ لَا يَقْصِدُ الْإِخْبَارَ وَالْحِكَايَةَ
 عَمَّا وَقَعَ فِي الْمِعْرَاجِ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ رَبِّهِ سُبْحَانَ
 وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

کہ التحیات میں السَّلَامُ عَلَيْكَ
 آيَتُهَا النَّبِيُّ فِي واقعہ معراج
 کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ کرے۔
 (رد المختار ص ۳۵۸)

حضرت شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَسَرَّحَمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کے بیان میں فرماتے ہیں
 ونیز آن حضرت ہمیشہ نصب العین
 مومناں وقرۃ العین عابدان است
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں
 کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک
 ہیں تمام حالتوں میں اور تمام وقتوں
 میں خصوصاً عبادات کی حالت میں کیونکہ اس
 در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در
 حالت عبادت آخر آنکہ جو دنورانیت

وانکشاف دریں محل بیشتر قوی تر
 است و بعضی از عرفا گفته اند کہ این
 خطاب بجهت سر بیان حقیقتِ محمدیہ
 است ذرات موجودات و افراد ممکنات
 پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود
 و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں
 معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل
 نبود تا بالوارِ قرب و اسرارِ معرفت
 متنور و فائز گردد۔

(اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۳۱۲)

کے اسرار سے منور اور کامیاب ہو جائے۔

مقام میں نورانیت و انکشاف بہت زیادہ
 قوی تر ہوتا ہے اسلئے بعض عارفین نے
 فرمایا ہے کہ یہ خطاب السلام علیک ایہا النبی
 اس لئے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ
 وسلم موجودات کے ذرے ذرے اور ممکنات
 کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے پس
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات
 میں موجود و حاضر ہیں، نمازی کو چاہئے
 کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس
 شہود سے غافل نہ ہوتا کہ نور و معرفت

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی التحیات کے بیان میں فرماتے ہیں

وَ أَحْضَرُنِي تَلْبِيكَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَخْصَهُ الْلَّيْمِ وَقُلْ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ
 وَبَرَكَاتُهُ وَ لِيُصَدِّقَ أَمْلَكَ فِي
 أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيُرِدُّ عَلَيْكَ فَأَهْوَأْ دُنِي

کہ اے نمازی التحیات میں السلام علیک
 ایہا النبی پڑھنے کے وقت حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر کے اور آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کا تصور
 دل میں جما کر السلام علیک ایہا النبی عرض

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

مِنْهُ - (احیاء العلوم ص ۱)

کر اور یقین جان کر یہ سلام حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کو پہنچ رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب دانی اپنی شان کریمہ کے لائق فرماتے ہیں۔

قطب ربانی حضرت امام عبدالوہاب شاعرانی فرماتے ہیں۔

میں نے سیدی علی خواص

سَمِعْتُ سَيِّدِي عَلِيَّ خَوَاصُ

رحمتہ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے

رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى يَقُولُ إِنَّمَا

شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی

أَمَرَ الشَّارِعَ الْمُصَلِّيَّ بِالصَّلَاةِ

کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوات

وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى

والسلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشْهُدِ

اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے

لِيَتَنَبَّأَ الْغَافِلِينَ فِي حُبِّهِمْ

غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ

بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى

جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں انکے

شُهُودِ نَبِيِّهِمْ فِي تِلْكَ الْحَضْرَةِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں

فَإِنَّهُ لَا يُفَارِقُ حَضْرَةَ اللهِ

اس لئے وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا

أَبَدًا فَيُحَاطَبُونَ بِالسَّلَامِ

نہیں ہوتے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مُشَافِهَةٌ -

کو بالمشافہ (رود برد) سلام کے ساتھ خطاب

(کتاب الفیزان مطبوعہ مصر)

کرتے ہیں۔

صفحہ ۱۲۵

اس عبارت میں شہودِ نبیہم فی تلك الحضرة (بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بارگاہِ ایزدی میں جلوہ گر ہونا) اور قائمہ لا یفارق حضرة اللہ ابداً (بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الہی سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے) اور فیخاطبونہ بالسلامِ مشافہةً (نمازی بالمشافہ یعنی حضور کے روبرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں) خاص طور پر قبل غور جملے ہیں۔ یہ تینوں جملے اس مقام پر مخالفین کے تمام شکوک و شبہات کا قلع قمع کر رہے ہیں ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے سامنے کسی کو رباطن کا یہ کہنا کہ السَّلَامُ عَلَیْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ معاذ اللہ بعید غائب کو خطاب ہے حضور کی محض خیالی صورت ہوتی ہے۔ خود حضور بارگاہِ ایزدی میں حاضر نہیں ہوتے کیسی دیدِ دیری اور بہت دھرمی ہے؟ کھلا کوئی منصف مزاج ایسے روشن کلمات کے ہوتے ہوئے اس تنگ نظری اور نازک خیالی کو قبول کر سکتا ہے؟

اسی مضمون کو تشہد کے بیان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حسب ذیل ایمان افروز عبارت میں ارقام فرمایا ہے۔

وَيَحْتَمِلُ أَنْ يُقَالَ عَلَى طَرِيقِ أَهْلِ
الْعِرْفَانِ أَنَّ الْمُصَلِّينَ لَمَّا اسْتَفْقَمُوا
بَابَ الْمَلَكُوتِ بِالتَّحِيَّاتِ أُذِنَ لَهُمْ
أَهْلُ عِرْفَانَ كَ طَرِيقِ بِرِيهْ هِي كَمَا جَا سَكَمَا هِي
كَلْبَ نَمَازِيُؤْنَ نِي التَّحِيَّاتِ كَ سَا كَلْبُ كَلْبُ
كَادِرُ وَازِهْ كَهْلُوا يَأْتُوا نَفْسِي حِي لَائِيؤْت

بِالدُّخُولِ فِي حَرَمِهِمُ الْحَيِّ الَّذِي
 لَا يَمُوتُ فَقَرَّتْ أَعْيُنُهُمْ
 بِالمُنَاجَاتِ فَنبَهُوا عَلَى ذَالِكَ
 بِوِاسِطَةِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَبِرَكَّةٍ
 مُتَابِعَةٍ فَالتَفَتُوا إِذَا الْحَبِيبُ
 فِي حَرَمِ الْحَبِيبِ حَاضِرًا فَاقْبَلُوا
 عَلَيْهِ قَائِلِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 (فتح الباری جلد ثانی مطبوعہ مصر ص ۲۵)

کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت ملگئی
 ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے کھنڈی
 ہوئیں تو انھیں اس بات پر تنبیہ کی گئی
 کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انھیں یہ شرف
 باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت متابعت کا طفیل
 ہے نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر
 ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اٹھائی
 تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے
 یعنی دربارِ خداوندی میں نبی اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم جلوہ گر ہیں حضور اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم کو دیکھتے ہی السَّلَامُ عَلَيْكَ
 أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 کہتے ہوئے حضور علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے

یہی عبارت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۶ ص ۱۱۱، اور مواہب اللدنیہ

جلد ثانی ص ۳۲، زرقانی شرح مواہب جلد ۷ ص ۲۲۹، زرقانی شرح موطا امام

مالک جلد اول ص ۱۷، سعایہ جلد ثانی ص ۲۲۷، فتح الملہم جلد ثانی ص ۱۲۳

اوجز المسالك جلد اول ص ۲۶۵ پر بھی بعینہا مرقوم ہے۔ ہم نے تکرار اور اعادہ سے بچنے کے لئے صرف کتابوں کے نام مع صفحات تحریر کرنے پر اکتفا کر لیا من شاء الإِطْلَاع فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهَا۔ (تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر ص ۵۹ مصنف علامہ سید احمد سعید صاحب دہلوی) مقام غور ہے کہ ان تمام محدثین کرام یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی و امام قسطلانی و امام بدر الدین عینی و امام زرقانی و حجة الاسلام امام محمد غزالی و شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ حتیٰ کہ سرگروہ منکرین صاحب فتح الملہم و اوجز المسالك سب بیک زبان کہہ رہے ہیں کہ فَإِذَا الْحَبِيبُ فِي حَرَمِ الْحَبِيبِ حَاضِرٌ۔ یعنی جب نمازی دربار الہی میں نظر اٹھاتا ہے تو حبیب کو حرم حبیب میں حاضر پاتا ہے اور فوراً عرض کرتا ہے السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

یہ الگ بات ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرصن تھا انہوں نے حاضر کے معنی غائب اور اثبات کے معنی نفی سمجھ لئے۔ یہ انکی اپنی شومی قسمت اور کور باطنی ہے کہ انہیں کسی نماز میں حرم حبیب کی حاضری نصیب نہ ہوئی۔

نامعلوم وہ مولوی صاحبان ان اکابر حضرات کے بارے میں کیا کہیں گے؟ جو فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں جب سلام عرض کرو تو یہ عقیدہ رکھو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اور ہمارا سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہو رہا ہے۔

یہ حضرات تو بہت بڑے بڑے ائمہ ہیں، اسلامی دنیا میں ان کا مقام اہل علم سے مخفی نہیں، خود غیر مقلدین کے امام جناب نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی فرماتے ہیں۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں تمام حالتوں اور تمام اوقات میں خصوصاً عبادت کی حالت میں کیونکہ اس مقام میں نورانیت و انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتا ہے اس لیے بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب یعنی السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کی ہوئے ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں، نمازی کو چاہئے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہو سے غافل نہ ہو تاکہ قرب کے نور اور معرفت کے بھید سے منور اور کامیاب ہو جائے۔ عشق کی راہ میں قرب بعد نہیں،

و نیز آں حضرت ہمیشہ نصب

العین مومنوں و قرۃ العین عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر قوی تر است و بعضی از عرفا گفته اند کہ اس خطاب بچہت سر بیان حقیقت محمدیہ است در ذرات موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نہ ہو تا بہ انوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائز گردد آری۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعدنیت

59789

می بینت عیاں و دعای فرستمت میں آپ کو ظاہر آدیکھتا اور دعا کرتا ہوں۔
(مسک الختام شرح بلوغ الملام ص ۴۵۹)

لیجئے نواب صاحب نے تو شرکوں کے اخبار لگا دیے۔ فرما رہے ہیں کہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ہر نمازی کی
ذات، بلکہ ہر ذرہ ممکنات میں موجود ہیں۔ نمازی نماز میں حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے مشاہدہ سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے نور اور معرفت کے اسرار سے
منور ہو، کیوں صاحب! ان پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگے گا یا نہیں؟

بہر صورت ہر طرح یہ ثابت ہو گیا کہ یہ درود شریف الصلوٰۃ والسلام
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھنا جائز ہے اور اس درود شریف کے پڑھنے کو کفر
اور شرک کہنا گویا بیشمار مسلمانوں اور بزرگوں کو کافر و شرک قرار دینے کے مترادف ہے
بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ درود شریف منقول نہیں ہے
چنانچہ اسی وجہ سے وہ کہا کرتے ہیں کہ سوا سے درود ابراہیمی کے اور کئی درود
شریف پڑھنا جائز نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ ورنہ

ان کو چاہئے کہ وہ وہی غذائیں اور دوائیں استعمال کیا کریں جو منقول
ہیں منقول کے علاوہ کوئی غذا یا دوا استعمال کریں تو ان کے لیے وہ ناجائز ہوگی حسبِ طرح
ہر وہ غذا جو شریعت میں حرام نہیں اسکا کھانا جائز ہے، اسی طرح ہر وہ درود جو
شریعت میں منع نہیں اسکا پڑھنا جائز ہے، کیونکہ کَلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ حَيْثُ بَدَأَ اللَّهُ الْخَلْقَ

مطلق ہے۔ اور صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا میں صَلُوة اور سَلَام مطلق ہے۔
 لہذا ثابت ہوا کہ ہر وہ درود شریف اور سلام جو شریعت میں منع نہیں
 وہ جائز ہے۔ کیا کوئی مولوی ہے جو یہ ثابت کر دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس درود شریف سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ اسکی تائید ملتی ہے۔

چنانچہ ابن ابی فدیہ رضی اللہ عنہ (جنکے متعلق ملا علی قاری اور علامہ
 زرقانی فرماتے ہیں وثقہ جماعة واحتج بہ اصحاب الکتب الستہ) فرماتے ہیں
 سَمِعْتُ بَعْضَ مَنْ أَدْرَاكْتُ
 يَقُولُ بَلَّغْنَا أَنَّهُ مَنْ وَقَفَ عِنْدَ
 قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ إِنَّ اللَّهَ
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
 الْآيَةَ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ
 يَا مُحَمَّدُ مَنْ يَقُولُهَا سَبْعِينَ
 مَرَّةً نَادَاهُ مَلَكٌ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْكَ يَا ذَلَّالُ وَلَنْ تَسْقُطَ لَكَ
 حَاجَةٌ - (شرح شفا للقاری ص ۱۵۱)

میں نے بعض ائمہ حدیث سے سنا ہے فرماتے
 تھے کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس
 کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے إِنَّ اللَّهَ
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
 آخر تک پھر ستر مرتبہ کہے صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ۔ تو ایک فرشتہ کہتا ہے
 کہ اے شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمتیں نازل
 کرتا ہے اور اس کی تمام حاجتیں پوری
 کر دی جاتی ہیں۔

زرقانی علی المواہب ص ۳۱

علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سی حاجت کے لئے صحرا و جنگل میں تشریف لیجاتے
 فَلَإِيْمُرُ بِمُحَجِّرٍ وَلَا شَجَرٍ إِلَّا قَالَ
 تُوَآپ جس پتھر یا درخت کے پاس سے بھی
 الْصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ
 گزرتے وہ کہتا الصلوة والسلام عليك
 اللہ۔ (سیرت علیہ ص ۲۶۱) یارسول اللہ۔

علامہ امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

وَالْمَنْقُولُ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ
 منقول ہے کہ صحابہ کرام دربار رسالت
 فِي تَحِيَّةِ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْكَ
 میں تحیت پیش کرتے ہوئے یوں کہتے تھے
 يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ (نیم الریاض شرح
 شفا رقاوی عیاض ص ۲۵۲) اللہ۔

علامہ امام محمد بن عبدالباقی المالکی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

إِنَّهُ وَرَدَ فِي عِدَّةٍ طُرُقٍ جَمَاعَةٍ
 کہ بے شک طرق متعددہ سے ثابت ہے کہ
 مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُمْ قَالُوا
 صحابہ کرام کی ایک جماعت صلوة کے الفاظ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ
 یوں کہتی تھی يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 (زرقانی علی المواہب ص ۲۲) عَلَيْكَ۔

یہی شریف میں ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ کیف
 نَصَلِّيْ عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

ہم اپنی نمازوں میں آپ پر کیسے درود بھیجیں آپ پر اللہ کی صلوة ہو تو آپ نے فرمایا کہو **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ** الخ

(بیہقی شریف ص ۲۲)

اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ نماز میں درود براہمی پڑھنے کی تعلیم ہے اور دوسرا یہ کہ صحابہ کرام کے بھی نماز کے علاوہ الفاظ صلوة یہ ہوتے تھے **يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّ اللَّهُ عَلَيْكَ**۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر لیجانا اور عرض کرنا **يَا رَسُولَ اللَّهِ** آپ کا یا رغار ابو بکر صدیق حاضر ہے چنانچہ جب آپ کا جنازہ روضہ اقدس پر لایا گیا تو صحابہ کرام نے بایں الفاظ **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** سلام عرض کر کے کہا یا رسول اللہ یہ ابو بکر دروازہ پر حاضر ہیں، فوراً دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر شریف سے آواز آئی **أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ** حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ! (تفسیر کبیر ص ۲۷۵)

ان روایات سے بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ پاک میں بھی اسیغہ خطاب و ندا صلوة و سلام پڑھا گیا۔ لہذا بدعت نہ ہو آخر میں مسلمان بھائیوں سے پُر زور اپیل ہے کہ ان مشرک ساز مولویوں کے چکر میں نہ آئیں بلکہ نہایت ذوق و شوق، الفت و محبت سے اس درود شریف **الصلوة**

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ كَوْخَبٍ
پڑھیں اور بے شمار رحمتوں اور برکتوں سے سرفراز ہوں۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَالِإِهِ وَأَصْحَابِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةً وَسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نعرہ رسالت لگانا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یارسول اللہ کبکبر

پکارنا جائز اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے ملاحظہ ہو، ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ
میرے حبیب فرمادیجئے کہ اے لوگو! بیشک
إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(قرآن مجید پارہ ۹)

اس آیت کریمہ میں غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو
یا کہہ کر خطاب فرمایا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس خطاب کے مخاطب کون ہیں؟
کیا نکتے کے وہ چند افراد ہیں جو اس وقت آپ کے سامنے تھے، اگر جواب
ہاں ہو تو پھر کہنا پڑے گا کہ آپ انھیں کی طرف رسول بن کر آئے تھے اور آگے
جو حکم ہے فَا مِّنْهُ يَا اللَّهُ وَرَسُولِهِ (آلایہ) کہ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے
رسول پر، یہ انھیں کے لئے تھا۔ نہیں نہیں، بلکہ یہ خطاب نیا کے تمام انسانوں کو ہے

جو قیامت تک ہونے والے ہیں کیونکہ یہ خطاب عام ہے اور لفظ جَمِيعًا اس پر قریبہ عموم ہے جیسا کہ مفسرین حضرات کا اس پر اتفاق ہے لہذا ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کو جو قیامت تک ہونیوالے تھے یا کہہ کر پکارا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَإِذْ نَفَخْنَا فِي النَّاسِ بِالْحَجَّةِ (قرآن پارہ ۱۷) پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے۔

اس حکیم الہی کو سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور کھڑے ہو کر چاروں طرف پکارا يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اے لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے لہذا تم حج کو آؤ! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز ہر ایک روح جو ماں باپ کے اصلاب و ارحام میں تھی نے سن لی جس کی تقدیر میں حج تھا اسکی روح نے لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ کہا (مدارک و خازن صفحہ ۶۶)۔

غور فرمائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انسانوں کو یا کہہ کر پکارا حالانکہ وہ تمام انسان آپ کے پاس حاضر تو کیا بلکہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور لطف یہ کہ آواز تمام روحوں نے سن لی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام لوگوں کو حج کیلئے یا کہہ کر پکارا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام لوگوں کو اپنی رسالت کے لئے یا کہہ کر پکارا جس نے خلیل علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا وہ

عاجی ہوا اور جس نے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہا وہ مومن ہوا
اب پوچھو ان مولویوں سے جو کہتے ہیں کہ یا کبک حاضر کو پکارا جاتا ہے جو حاضر
نہ ہو اس کو یا کبک پکارنا شرک ہے، اے مولویو بولو کیا قیامت تک ہونیوالے
تمام انسان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے پاس حاضر تھے یا غائب؟ اگر کہیں کہ حاضر تھے تو پوچھو جو ابھی پیدا بھی نہیں
ہوئے تھے، وہ حاضر کس طرح تھے؟ اور اگر کہیں کہ غائب تھے تو پھر پوچھو کہ
غائبوں کو یا کبک پکارنا تو تمہارے مذہب میں شرک ہے تو کیا پھر نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم اور خلیل علیہ السلام نے شرک کیا تھا، اور ان کو اللہ نے شرک کرنے کا
حکم دیا تھا؟

حضرت برادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو

فَنصَعِدَ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ
وَتَفَرَّقَ الْعُلَمَاءُ وَالْخَدَمُ فِي الطَّرِيقِ
بِتَادُونَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا
مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ (صحیح مسلم شریف ص ۴۱۹)

مرد اور عورتیں گھروں کی چھت پر چڑھ گئے
اور بچے اور خادم گلیوں میں متفرق ہو گئے
اور سب کے سب ندا کرتے یعنی نعرے لگاتے
تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ

اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک تو یہ کہ نعرہ رسالت یعنی یا محمد
یا رسول اللہ! خوشی کے وقت لگانا بدعت نہیں ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ پاک اور آپ کی موجودگی میں لگا دوسرے اللہ تعالیٰ کے سوا
 کسی دوسرے کو یا کبھر پکارنا شرک نہیں، اگر شرک ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم کا فرض تھا کہ انھیں منع فرمادیتے اور شرک سے بچاتے۔
 بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یا رسول اللہ کہنے کی تعلیم فرمائی
 ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ ذماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ایک نابینا صحابی کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نمازیوں کہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ
 بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ
 إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي
 فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي اللَّهُمَّ
 فَشَفِّعْهُ فِيَّ قَالَ أَبُو اسْحَقُ هَذَا
 حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری
 طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم، کہ نبی رحمت ہیں یا محمد میں
 آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت
 میں متوجہ ہوا ہوں کہ میری حاجت روا ہو،
 ابھی حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما

(ابن ماجہ، نسائی، ترمذی، حاکم، بیہقی، ابن خزیمہ، طبرانی)

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب اس نابینا صحابی نے نماز پڑھ کر یہ دعا
 کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھیں عطا کر دیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کبھی اندھا
 ہی نہ تھا۔ (معجم طبرانی)

اس حدیث مبارک میں ادنیٰ سا غور کر نیسے معلوم ہوگا حدیث مبارک کے

تین حصے ہیں۔ حصہ اول میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ مبارک کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا ہے۔ حصہ دوم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحرف ندا یا محمد کہہ کر یہ عرض کیا گیا ہے کہ یا رسول اللہ! حضور کے وسیلے سے اللہ کے دربار میں حاجت پیش کی گئی ہے تاکہ پوری ہو، حضور بھی ازراہ کرم ذرا سفارش فرمادیں۔ حصہ سوم میں پھر اللہ کے دربار میں عرض کیا گیا ہے کہ اے اللہ! ہماری اس حاجت کے سلسلہ میں حضور کی شفاعت قبول فرما اور یہ بات بھی پیش نظر ہے کہ یہ وہ دعا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے صحابی کو تعلیم فرمائی۔ اب ان مولویوں سے پوچھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگنا اور حضور صلی اللہ علیہ کو یا کہہ کر پکارنا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع ماننا اگر شرک و بدعت ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو شرک و بدعت کی تعلیم دی تھی؟ اور کیا وہ صحابی شرک و بدعت کے مرتکب ہوئے تھے؟ معاذ اللہ! معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ تعلیم فرمائی ہے کہ اللہ سے مانگو تو ہمارے وسیلے مانگو، اور ہمیں یا رسول اللہ کہہ کر ہماری شفاعت طلب کرو، اب دیکھئے صحابہ کرام تابعین عظام، ائمہ، علماء، اولیاء کا عمل اس بارے میں کیا ہے؟

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک شخص امیر المومنین کے دربار میں اپنی کوئی حاجت لے کر حاضر ہوا، امیر المومنین نے اس کی طرف التفات نہ فرمایا، اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں کے عرس کیا کہ میں محتاج ہوں مگر امیر المومنین میری طرف التفات
 نہیں فرماتے۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو
 اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَوَجِّهَ اِلَیْكَ الْخ (وہی دعا
 جو اوپر گزری ہے) اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ نماز کے بعد یہی دعا پڑھی اور پھر
 امیر المومنین کے دربار میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ
 عنہ نے ان کو نہایت شفقت و محبت سے بلا کر اپنے پاس قالین پر بٹھایا اور انکی
 التجاسنی، اور ان کی حاجت روائی کی اور فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت پیش آیا
 کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو! اس کے بعد وہی صاحب حضرت عثمان بن حنیف
 کے پاس حاضر ہوئے۔ اور شکر یہ ادا کیا کہ آپ نے امیر المومنین کے پاس میری
 سفارش فرمائی ہے جسکی وجہ سے اکھوں نے مجھ پر نہایت مہربانی فرمائی ہے۔
 حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا قسم خدا کی میں نے آپکی کوئی سفارش
 امیر المومنین کے پاس نہیں کی بلکہ یہ اس دعا کی برکت ہے جو میں نے آپ کو بتائی
 تھی کہ بعد نماز پڑھنا، کیونکہ یہی دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے ایک
 نابینا کو تعلیم فرمائی۔ جب اس نابینا نے نماز کے بعد اس دعا کو پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس کو
 آنکھیں عطا کر دیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا (معجم طبرانی)
 چنانچہ حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب
 ”عمل الیوم واللیلہ“ کے اندر اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ

اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب اور ان جیسے دیگر بزرگان دین فرماتے ہیں کہ آج بھی اگر کسی کو کوئی حاجت پیش آوے تو دو رکعت نماز کے بعد یہی دعا پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائے گا (مغربات عزیزی) اور یہ اسی صحابی کے لئے نہ تھی، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہر حاجت مند کیلئے اس کا پڑھنا جائز ہے اور بہت ہی باعثِ رحمت و برکت ہے۔ دیکھیے اس میں وسیلہ بھی ہے اور نائلے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اگر یہ شرک و بدعت ہوتا تو کیا امام جلال الدین سیوطی و شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز صاحب شرک و بدعت کے کرنے کا حکم فرما رہے ہیں؟ اور کیا انکو شرک و بدعت کا زیادہ علم تھا یا آج کل کے شرک و بدعت ساز مولویوں کو؟

امام نووی شایح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا پاؤں سو گیا، انھوں نے یا محمدؐ کہا اسی وقت اچھا ہو گیا (کتاب الاذکار صفحہ ۲۶) اور امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے کہ اگر کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو وہ کیا کہے، پھر یہ حدیث لکھی کہ حضرت عبدالرحمن بن سعد فرماتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا رَجُلٌ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ أَذْكَرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے ان سے کہا کہ اس کو یاد کرو جو تمہیں لوگوں سے زیادہ پیارا ہے۔ عبداللہ نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پاؤں اسی وقت کھٹک ہو گیا۔

(الادب المفرد ص ۱۴۲)

گو یا امام بخاری نے قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے یہ قانون بنا دیا کہ جب بھی کسی کا پاؤں سو جائے تو وہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہے، پاؤں ٹھیک ہو جائیگا کیونکہ حضور کے جلیل القدر صحابی نے ایسا کیا۔ کیا امام بخاری کو شرک و بدعت کا علم نہیں تھا؟ اگر یا رسول اللہ کہنا شرک ہوتا، تو امام بخاری کبھی یہ قانون نہ بناتے اور یہ امر ان دونوں صحابیوں کے علاوہ اور ورنے بھی مروی ہے۔ اہل مدینہ میں قدیم سے یا محمد اہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کی عادت چلی آتی ہے (دیکھو نسیم الریاض شرح شفا) حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا ہے

أَلَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْتَ رَجَاءَنَا
وَكُنْتَ بِنَابِرًا وَلَمْ تَكُ جَانِبًا
يا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری امید گاہ تھے اور آپ ہم پر شفیق تھے اور سخت نہ تھے
وَكُنْتَ رَحِيمًا هَادِيًا مَعْلَمًا
اور آپ رحیم، ہادی اور معلم تھے
لَيْبِكْ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِبًا
جس کو رونا ہو آج آپ پر روئے
وَعَهِّي وَخَالِي ثُمَّ نَفْسِي مَالِيًا
رسول اللہ علیہ وسلم پر فدا میری ماں اور میری فار
اور میرا چچا اور میرا ماںوں پھر میری جان اور میرا مال

(زرقانی علی المواہب ص ۲۸۴)

حلب ایک مستقل سلطنت تھی اس میں دو بھائی تھے۔ ایک کا نام یوحنا اور دوسرے کا نام یوحنا تھا یوحنا عابد و زاہد، اور یوحنا بہادر سپاہی تھا جب حضرت

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر اسلام نے حلب کی طرف رُخ کیا تو یوقنا پانچ ہزار
 فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے تیار ہوا۔ یوحنا نے اس کو روکا اور صلح
 کی رائے دی یوقنا نہ مانا اور اپنی بہادری و کثرت پر ناز کرنے لگا، کیونکہ مسلمان کل
 ایک ہزار تھے یوحنا نے کہا بھائی شاید تمہاری موت قریب آ رہی ہے جو مسلمانوں نے
 لڑنا چاہتے ہو بہر حال یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ شہر سے باہر نکلا اور مسلمانوں پر
 اچانک حملہ کر دیا باوجود اس کے کہ مسلمان ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے اور قلیل بھی تھے
 پھر بھی نہایت ہی استقلال و جوانمردی سے مقابلہ کرتے رہے۔ مقابلہ جاری تھا کہ اچانک
 دشمن کی مدد کے لئے اور بہت زیادہ فوج آگئی اور آتے ہی حملہ کر دیا۔ جب مسلمانوں نے
 اس فوج کثیر کو دیکھا تو یقین کر لیا کہ اب بچنے کی امید نہیں۔ چنانچہ حضرت کعب بن صمرہ
 رضی اللہ عنہ سالار لشکر نہایت اضطراب کی حالت میں یا مُحَمَّدُ یا مُحَمَّدُ
 یا نَصْرًا اللّٰہِ اِنْزِلْ پکارتے اور مسلمانوں کو تسلی دیتے کہ گھبراؤ نہیں ابھی نصرت
 آتی ہے ایک دن اور ایک رات اسی حالت میں میدان کارزار گرم رہا، اسی آشنا
 میں اہل حلب نے آکر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر صلح کر لی۔ جب وہ شہر
 کو واپس ہوئے تو یوقنا کو خبر ہوئی کہ اہل حلب مسلمانوں سے صلح کر کے ان کے
 طرفدار ہو گئے ہیں۔ یوقنا نے فوج کثیر کے ساتھ اس صلح کے الزام میں اہل شہر
 پر ہلہ بول دیا اور قتل عام شروع کر دیا۔ جس سے شہر میں کہرام مچ گیا۔ یوحنا نے اگر
 بھائی کو سمجھایا اور صلح کی رائے دی اور اس قسم کی باتیں کہیں جن سے مسلمانوں کی

طرفداری معلوم ہوتی تھی۔ یوقنا پہلے ہی بہت غصہ میں تھا کہ اہل شہر نے دشمن کے ساتھ صلح کیوں کی ہے۔ اس پر بھائی کی حالت دیکھ کر اور غضبناک ہو گیا۔ اور بھائی سے کہا تو بھی واجب القتل ہے۔ یوحنا نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا یا اللہ تو گواہ رہ کہ میں اپنی قوم کے دین کا مخالف ہوں اور اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر اپنے بھائی یوقنا سے کہا اب جو تمہاری مرضی ہو کرو! یوقنا نے تلوار سے اس کا سر جسم سے جدا کر دیا، اور اہل شہر کا پھر قتل عام شروع کر دیا۔ تین سو آدمی قتل ہوئے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ وہاں آپہنچے اور یوقنا سے سخت لڑائی کی، یہاں تک کہ یوقنا تاب نہ لاسکا، اور فوج کے ساتھ بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوا۔ پانچ ماہ تک مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور بہت سی تکلیفیں اٹھائیں اور یوقنا نے بھی مسلمانوں کو بہت مصیبتیں پہنچائیں کہ ایک روز یوقنا نے حضرت ابو عبیدہؓ کو اطلاع دی کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب میں تمہارا بھائی ہوں اور قلعہ کے دروازے کھول دے اور کلمہ توحید پڑھتا ہوا آیا اور حضرت ابو عبیدہؓ سے ملا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ یہی یوقنا کل تک ہمارا دشمن تھا اور ہمارے لشکر کو تباہ کرنے کی فکر میں تھا اور آج کلمہ توحید پڑھ رہا ہے۔ آپ نے اس سے مسلمان ہونے کی وجہ پوچھی فرمایا اسے ابو عبیدہؓ واقعہ یہ ہے کہ میں کل اس امر میں متفکر تھا کہ آپ لوگ ہمارے قلعہ تک کیسے پہنچ گئے؟ کیوں کہ ہمارے نزدیک کوئی قوم عرب سے زیادہ ضعیف نہیں

کبھی جاتی۔ اسی فکر میں میری آنکھ لگ گئی خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تشریف فرما ہیں کہ اُن کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن اور ان کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو دعائیجے کہ مجھ کو عربی آجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یوقنا میں محمد اللہ کا رسول ہوں علیہ السلام نے میری ہی بشارت دی ہے۔ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پڑھو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ یہ سنتے ہی میں کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ جب بیدار ہوا تو میرے منہ سے کستوری سے بہتر خوشبو آرہی تھی، اور مجھے عربی بھی آگئی تھی اے ابو عبیدہؓ جس طرح میں اب تک اطاعتِ شیطان میں جنگ کرتا تھا، اب خدا کی راہ میں کر ڈنگا یہاں تک کہ اپنے بھائی یوحنا سے جا ملوں۔ اب میرے دل میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی محبت باقی نہیں ہے۔ (ملخصاً فتوح الشام، تاریخ التوارخ)

دیکھئے حضرت کعب بن صمرہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ کفار کی بیٹھار فوج کے مقابلے میں مسلمانوں کا سربراہ ہونا دشوار ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا کہ جلد مدد فرمائیے، اور اسکا ظہور بھی اس طور پر ہوا کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور فتح بھی کیسی کہ خود بادشاہِ فریقِ مخالف مسلمان ہو کر اسلامی فوج کا ایک سپاہی اور خادم اسلام بن گیا۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ صرف حضرت کعبؓ ہی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

نہیں پکارا، بلکہ یہ صحابہ کرام کا عام دستور تھا کہ سختی اور مصیبت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے، اور مدد طلب کرتے اور اس کا مشاہدہ کرتے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ جب میلہ کذاب سے ہوا تو اس وقت میلہ کذاب کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی اور مسلمان بہت ہی کم تھے اس جنگ میں مسلمانوں نے ایسی مصیبتیں اور سختیاں بھیلیں کہ پاؤں اکھڑ گئے۔ جب حضرت خالدؓ اور ان کے رفقاء نے جو ثابت قدم تھے دیکھا کہ حالت نہایت نازک ہے تو شَمَّ نَادَى بِشِعَارِ الْمُسْلِمِينَ وَكَانَ شِعَارَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَا مُحَمَّدًا ۝

(البدایہ والنہایہ ص ۳۲۴ ابن اثیر ص ۱۵۲ طبری ص ۲۵)

ترجمہ :- پھر انہوں نے مسلمانوں کے شعار کے مطابق ندا کی اور اس دن ان کا شعار یہ ندا تھی
يَا مُحَمَّدًا ۝

چنانچہ ہر صحابی کی زبان پر يَا مُحَمَّدًا ۝ يَا مُحَمَّدًا ۝ جاری تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ میلہ کذاب ہلاک ہو کر واصل جہنم ہوا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ دیکھیے اس جنگ میں کل صحابہ ہی تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے ساتھ ہی یہ جنگ ہوئی۔ ثابت ہوا کہ جنگ میں يَا مُحَمَّدًا ۝ کہنا شعار صحابہ تھا جنگ یرموک میں کفار کی فوج پانچ لاکھ کے قریب تھی اور مسلمانوں کی صرف ستائیس ہزار ان میں ایک سو وہ صحابی بھی تھے جو بدری تھے چونکہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اسوجہ سے بار بار ہزیمت ہوئی اور سخت شکلات کا سامنا کرنا پڑا، چنانچہ

ایکبار فوج کے اس حصہ کو ہزیمت ہوئی جس میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا گزر عورتوں پر ہوا۔ - ہندہ جو ابوسفیان کی بیوی تھیں، انھوں نے خیمے کا ستون لیا اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے منہ پر مار کر ابوسفیان سے کہا "اے صحیح حرب کے بیٹے کہاں بھاگ رہے ہو یہ وقت جان فدا کرنے کا ہے، تاکہ اس کا بدلہ ہو جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں تم کفار کو برا نیگنہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ مع فوج شکستہ پھرے اور کفار پر حملہ کیا اور دوسری طرف سے حضرت خلد بن ولید نے بھی سخت حملہ کیا۔ اس وقت سب کی زبان پر یا محمد یا منصور امتک جاری تھا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے فتح مند اپنی امت کی خبر لیجئے۔ خبر لیجئے ناسخ التواریخ وواقدی)

غور کیجئے کہ جب صحابہ اور تابعین جن کی تعداد کفار کے مقابلہ میں بہت ہی کم تھی اور وہ چار پانچ لاکھ کے مقابلے میں ہوں گے تو کیسا سخت وقت ہوگا اور انھوں نے اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار کر استمداد کی اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس ندا کو عین صواب سمجھتے تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب اہل اسلام بھینہا کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو ایک رات وہاں کے بادشاہ نے ایسے شیخوں مارا کہ اہل اسلام غفلت میں تھے، کوئی سنہلنے بھی نہ پایا تھا کہ کفار کی فوج کثیر نے خون ریزی شروع کر دی۔ صحابہ کا بیان ہے کہ وہ رات ایسی بد آثوب اور مصیبت کی تھی کہ ایسی ہم نے

کبھی نہیں دیکھی اس حالتِ اضطراب میں سب کی زبان پر **يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ**
يَا نَصْرَ اللَّهِ اِثْرُلُ جَارِي تھا۔

واقعی رحمت اللہ علیہ نے ایک اور اسی قسم کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک
 رات بطلیموس دس ہزار سوار لے کر قلعہ سے باہر نکلا اور نہایت سرعت سے اہل
 اسلام پر شیخوں مارا جس سے لوگ سخت پریشان ہوئے اور ایک ہنگامہ برپا ہو گیا
 حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گڑ بڑ سننے ہی پکار کر کہا۔ **وَ اِغْوَاثَا وَ اَمْحَمَّ اَهْ**
وَ اَسْلَامَا كَيْدَ قَوْمِي وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم! بجز
 میری قوم کے ساتھ لکر کیا گیا ہے، فریاد رسی کیجئے تاکہ یہ سلامت رہیں!

حضرت ابو عبیدہؓ نے میسرہ بن مسروق کو چار ہزار سپاہیوں کا امیر
 مقرر کر کے دروب کی طرف روانہ فرمایا، ہر قتل کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے ادھر کا
 قصد کیا ہے تمیں ہزار کا لشکر مقابلہ کیلئے روانہ کر دیا۔ جب وہ قریب پہنچا تو میسرہ امیر
 لشکر اسلام متفکر ہوئے حضرت عبداللہ بن خذافہ نے سبب دریافت کیا، کہا مجھے
 اپنی ذات کا کچھ فکر نہیں خوف ہے تو یہ کہ مسلمان کم ہیں اور کفار زیادہ، پس مقابلہ کس
 طرح کیا جائے؟ حضرت خذافہ نے کہا اے امیر ہم لوگ کبھی موت سے نہیں ڈرے ہم نے
 تو اپنی جانیں اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہیں، چنانچہ لشکر کفار مقابلہ میں آگیا اور
 ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا اے اہل عرب معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں موت
 یہاں گھیر لائی ہے بہتر ہے کہ تم اپنے تئیں ہمارے حوالے کر دو تاکہ تمہیں قید کر کے

ہر قتل کے پاس بھیج دیں، ورنہ تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے یہ سن کر ابو الہول
 و امس نے آگے بڑھ کر اس کو قتل کر ڈالا اور گھسان کی لڑائی ہوئی اس وقت و امس کی
 ہمراہی میں ایک ہزار اشخاص تھے جو یَا مُحَمَّدًا اِنَّا یَا مُحَمَّدًا کہتے ہوئے حملہ کرتے
 تھے ملخصاً۔ (ناسخ التوارخ و تاریخ واقدی)

کیا فرماتے ہیں وہ مولوی صاحبان ان حضرات صحابہ و تابعین کے بارے میں
 جنہوں نے مصیبت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور مدد مانگی
 کیا یہ حضرات مشرک تھے؟ لغو ذب اللہ!

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قحط پڑ گیا یعنی ایک
 عرصہ تک بارش نہ ہوئی تو ایک آدمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ
 النور پر حاضر ہو کر عرض کی

یا رسول اللہ! اِسْتَسْقِ اللّٰهَ
 لِامْتِنِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَاِنَّا نَاہُ
 رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِي الْمَنَامِ فَقَالَ اَيُّتَ عُمَرُ فَاَيُّرُهُ
 مِيْنِي السَّلَامَ وَاخْبِرْهُمْ اِنَّهُمْ
 مَسْقُوْنَ۔

یا رسول اللہ! اپنی امت کے لئے اللہ سے
 بارش مانگئے ورنہ وہ ہلاک ہو جائیگی۔ پس
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو خواب
 میں ملے اور فرمایا عمر فاروق کے پاس جا
 اور انکو میرا سلام کہہ اور ان کو بارش کی
 بشارت دے۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۹۲)

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ۱۸ھ میں پھر قحط پڑا۔ جسے عام الرمادہ کہتے ہیں۔ اس قحط میں حضرت بلال ابن الحارث مزنی رضی اللہ عنہ سے انکی قوم بنی مزنیہ نے درخواست کی ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے، انھوں نے اصرار کیا، آخر بکری ذبح کی گئی اور کھال کھینچی تو زری سُرخ بڑی نکلی، یہ دیکھ کر حضرت بلال نے

فَنَادَى يَا مُحَمَّدًا هُ فَاَرَى فِي الْمَنَامِ
 اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اَنَّهُ نَقَالَ الْبَشَرُ
 ندا کی یا محمد! احسنو اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 خواب میں تشریف لائے اور بشارت دی۔

(ابن اثیر ص ۲۳۵) البدایہ والنہایہ ص ۹۱

امام المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہما

فرماتے ہیں کہ ملک شام میں تین بھائی مجاہد کہ راہ خدا میں جہاد کیا کرتے تھے

فَأَسْرَهُمُ الرَّدْمُ مَرَّةً فَقَالَ
 لَهُمُ الْمَلِكُ إِنِّي أَجْعَلُ نِيَكُمْ
 الْمُلْكَ وَأَزْوَاجَكُمْ بَنَاتِي وَتَدْخُلُونَنِي
 فِي دِينِ النَّصْرَانِيَّةِ فَأَبَوْا وَقَالُوا
 يَا مُحَمَّدًا هُ فَأَمَرَ الْمَلِكُ بِثَلَاثَةِ
 قُدُورٍ فَصَبَّ فِيهَا التَّرِيْتُ أَوْ قَدَّ
 ایک دفعہ ردیموں نے انھیں گرفتار کر لیا،
 بادشاہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ملک
 دوں گا اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی کروں گا
 تم لوگ نصرانی ہو جاؤ، انھوں نے انکار کیا
 اور پکارا یا محمد! ہا بادشاہ کے حکم
 سے تین دُرّیں آگ پر رکھ دی گئیں اور ان

ان میں روغن نہایتوں ڈالا گیا، جو تین دن تک کھولتا رہا اور انھیں روزانہ وہ دکھایا جاتا اور نصرانیت کی دعوت دیا جاتی اور وہ انکار کرتے اس پر پہلے بڑا بھائی اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا، پھر دوسرا بھی ڈال دیا گیا، تیسرا جو چھوٹا تھا وہ بھی قریب لایا گیا تو اسکو بادشاہ نے دین سے منحرف کرنے کی ہر طرح کوشش کی اس پر ایک درباری نے عرض کیا اے بادشاہ اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین سے منحرف کر لوں گا۔ بادشاہ نے پوچھا کس طرح؟ کہا میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے اس کو میرے حوالے کر دیجئے تاکہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں، وہ اس کو بہکا لے گی چالیس دنوں کی

تَحْتَمَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ يُعْرِضُونَ فِي كُلِّ يَوْمٍ عَلَى تِلْكَ الْقُدُورِ يَدْعُونَ إِلَى دِينِ النَّصْرَانِيَّةِ فَيَا بُونَ فَأُلْفِي الْأَكْبَرُ فِي الْقُدُورِ ثُمَّ أَدْنَى الْأَصْغَرَ فَجَعَلَ يَفْتِنُهُ عَنْ دِينِهِ بِكُلِّ أَمْرٍ فَقَامَ إِلَيْهِ عَلَيْهِ فَقَالَ أَيُّهَا الْمَلِكُ أَنَا أَفْتِنُهُ عَنْ دِينِهِ قَالَ بِمَاذَا؟ قَالَ تَدْعُ عَلِمْتُ أَنَّ الْعَرَبَ أَسْرَعُ شَيْءٍ إِلَى النِّسَاءِ وَلَيْسَ فِي الرُّومِ أَحْمَلُ مِنْ ابْنَتِي فَأَذْفَعُهُ إِلَى حَتَّى أُخْلِيَتْ مَعَهَا فَإِنَّهَا سَتُفْتِنُهُ تَضْرِبُ لَكَ أَحْبَلًا

أَرْبَعِينَ يَوْمًا
 وَدَفَعَهُ إِلَيْهِ
 فَجَاءَ بِهِ فَأَدْخَلَهُ
 مَعَ ابْنَتِهِ وَأَخْبَرَهَا
 بِالْأَمْرِ فَقَالَتْ لَهُ دَعُهُ
 فَقَدْ كَفَيْتُكَ أَمْرَهُ فَقَامَ
 مَعَهَا نَهَارًا صَائِمٌ وَلَيْلَةً
 قَائِمٌ حَتَّى مَضَى أَكْثَرُ
 الْأَجَلِ فَقَالَ الْعَلِيُّ لِابْنَتِهِ
 مَا صَنَعْتَ؟ قَالَتْ مَا صَنَعْتُ
 شَيْئًا! هَذَا أَرَا جُلٌّ فَقَدَا
 أَحْوَاهُ فِي هَذِهِ الْبَلَدَةِ
 فَأَخَافُ أَنْ تَكُونَ إِمْتِنَاعُهُ
 مِنْ أَجْلِهَا كَلَّمَا رَأَى أَثَارَ
 هُمَا وَلَكِنْ اسْتَرَدَّ الْمَلِكُ
 فِي الْأَجَلِ وَالْقَيْنِ إِسَاءَةً
 إِلَى بَلَدٍ غَيْرِ هَذَا فَزَادَهُ

میعاد مقرر کر کے بادشاہ نے اس کو درباری
 کے سپرد کیا، وہ اس کو اپنے مکان پر لایا۔
 اور اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا اور اس
 واقعے کی اطلاع دی، لڑکی نے کہا تم
 بے فکر ہو یہ میرا کام ہے، اب وہ مجاہد
 شامی دن بھر روزہ رکھتے اور تمام شب
 عبادت کرتے (اور اسکی طرف) نظر نہ
 کرتے یہاں تک کہ میعاد ختم ہوگئی۔ اب
 اس درباری نے اپنی بیٹی سے دریافت
 کیا کہ تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا کچھ نہیں
 اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس کے دو
 بھائی اس شہر میں مارے گئے ہیں میرا
 گمان ہے کہ یہ ان کے صدمے کی وجہ
 سے باز رہے، اس لئے مناسب ہے کہ
 بادشاہ سے اس میعاد میں توسیع کرائی
 جائے اور مجھے اور اس کو کسی دوسرے
 شہر میں بھیجا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی

کیا گیا۔ لیکن اس شامی مجاہد کی حالت وہاں بھی وہی رہی دن بھر کاروزہ اور ساری شب کی عبادت یہاں تک کہ یہ دوسری میعاد بھی ختم ہونے کے قریب پہنچی تو ایک شب اس لڑکی نے کہا اے شخص میں تجھے رب عظیم کی تقدیس و اطاعت میں مشغول دیکھتی ہوں، اس سے میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ میں اپنا آبائی دین ترک کر کے تیرا دین اختیار کر لیا ہے، اس کے بعد اب دونوں مشورہ کر کے وہاں سے ایک سواری پر بھاگ نکلے۔ دن کو چھپے رہنے رات کو سفر کرتے ایک شب یہ دونوں جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی دیکھا تو وہ سواری شامی کے وہی دونوں بھائی تھے جن کو تیل میں ڈال دیا گیا تھا اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی شامی نے ان دونوں کو سلام کیا

أَيَّامًا فَأَخْبَرَحَهُمَا إِلَى
تَرَابِيَةِ أُخْرَى فَمَكَتَ
عَلَى ذَلِكَ أَيَّامًا صَائِمًا
النَّهَارَ حَتَّى إِذَا بَقِيَ مِنَ
الْأَجَلِ أَيَّامٌ قَالَتْ لَهُ الْجَارِيَةُ
لَيْلَةَ يَا هَذَا إِنِّي أَسْرَأُكَ
تُقَدِّسُ سَاءَ بَأَعْظِيمًا وَإِنِّي
قَدْ دَخَلْتُ مَعَكَ فِي دِينِكَ
وَتَرَكْتُ دِينَ آبَائِي قَالَتْ لَهَا
فَكَيْفَ الْحِيلَةُ فِي الْهَرَبِ
قَالَتْ أَنَا أَحْتَالُكَ وَجَاءَتْ
بِذَاتِ فَرَكِبَاهَا فَكَانَ
يَسِيرَانِ بِاللَّيْلِ وَيَكْتُمَانِ
بِالنَّهَارِ فَبَيَّنَّا هُمَا يَسِيرَانِ
لَيْلَةً إِذْ سَمِعَا وَقَعَ الْخَيْلُ فَإِذَا هُوَ
بِأَخْوَابِهِ وَمَعَهُمَا مَلَائِكَةٌ رُسُلٌ إِلَيْهِ
فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا وَسَأَلَهُمَا عَنْ حَالِهِمَا

فَقَالَ مَا كَانَتْ إِلَّا الْغُطْسَةَ
الَّتِي رَأَيْتَ حَتَّى خَرَجْنَا فِي
الْفِرْدَوْسِ وَأَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَنَا
إِلَيْكَ لِتَشْهَدَ تَزْوِجَكَ بِهَذِهِ
الْفَتَاةِ فَرَزَّوَجُوهُ إِيَّاهَا وَرَجَعُوا

(عیون الحکایات و شرح الصدور)

۸۹

اور ان کا حال دریافت کیا تو
وہ کہنے لگے کہ وہ ایک غوطہ ہی تھا جو
تم نے دیکھا کہ ہم نے کھولتے تیل میں مارا
اسکے بعد ہم جنت الفردوس میں جانکے،
اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس
بھیجا ہے تاکہ اس صالحہ لڑکی سے تمہاری
شادی کر دیں، چنانچہ دونوں کی شادی
کر کے وہ واپس ہو گئے۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں کَانُوا أَمْشُهُو بِرَيْنَ بِذَلِكَ مَعْرُوفِينَ
بِالسَّامِرِ فِي التَّرْمِينِ الْأَوَّلِ۔ یعنی یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں رہتے
تھے اور ان کا یہ واقعہ مشہور و معروف ہے۔ پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں
قصائد لکھے اور یہ واقعہ شہر طوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طوس دارالسلام
کی سرحد کا شہر ہے جسے خلیفہ ہارون الرشید نے آباد کیا تھا۔ ہارون الرشید کا زمانہ
تابعین و تبع تابعین کا زمانہ تھا، تو یہ تینوں حضرات اگر تابعی نہ تھے، تو تبع
تابعین ضرور تھے۔

اگر تکلیف و مصیبت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا شرک
نہے تو مشرک کی شہادت و مغفرت کیسی؟ اور جنت الفردوس میں جانا کیا معنی؟ اور انکے

ساتھ شادی میں فرشتوں کا بھیجنا کیونکر مقبول، اور ان دیکھے اماموں نے اس روایت کو کیوں کر قبول کیا، اور ان کی شہادت و مغفرت اور ولایت کیوں کر مسلم رکھی؟ میدانِ کربلا میں جب ظالموں نے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا تو آپ کی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کی لاش مبارک کو خاک و خون میں پڑے ہوئے دیکھ کر روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا

يَا مُحَمَّدَاهُ يَا مُحَمَّدَاهُ صَلِّ عَلَيكَ اللَّهُ
 وَمَلَكَ السَّمَاءِ - هَذَا أَحْسَيْنُ بِالْعَرَاءِ
 مُرْمِلٌ بِالدِّمَاءِ - مُقَطَّعٌ الْأَعْضَاءِ
 يَا مُحَمَّدَاهُ وَبَنَاتِكَ سَبَايَا وَذُرِّيَّتِكَ مُقْتَلَةٌ
 تَسْفَى عَلَيْهَا الصَّبَا =

یا محمداه! یا محمداه! آپ پر اللہ کا اور
 آسمان کے فرشتوں کا درود ہو یہ حسین
 بے گورد کفن پڑے ہیں خون میں لت پت اعضا
 کٹے ہوئے ہیں۔ یا محمداه! آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں
 اور آپ کی اولاد کو قتل کر دیا گیا ہے ہوا اپر
 خاک ڈال رہی ہے۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۹۲)

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں یوں فریاد کیا
 يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ أَدْرِيكَ لِنَزِيْنِ الْعَابِدِينَ
 نَحْبُوسُ أَيْدِي الظَّالِمِينَ فِي مَوَاطِنِ الْمَذْدَحِيمِ
 اس اژدہام میں وہ ظالموں کے ہاتھ میں قید ہے

امام اعظم ابوحنیفہ دربار رسالت میں یوں التجا کرتے ہیں
 يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَسْطَى
 جُدِّي بِجُدِّكَ لِي وَلَا تُجِنِّي بِرِحْنِكَ

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ لِأَبِي حَنِيفَةَ فِي الْأَنَامِ سِوَاكَ

(مجموعۃ القصائد ص ۲۲ مطبوعہ مجتہبائی دہلی)

اے ساری مخلوقات سے بزرگ ترین! اے نعمتِ الہی کے خزانے! اپنی سخاوت سے مجھے بھی عطا فرمائیے اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمائیے میں آپکی سخاوت کا طمع کر نیوالا ہوں کیونکہ سوائے آپ کے تمام مخلوق میں ابو حنیفہ کا کوئی حامی و مددگار نہیں۔

حضرت ابوالحسن امام شرف الدین بو صیری رحمۃ اللہ علیہ مرض فاجح میں مبتلا تھے اور انتہائی شدتِ مرض کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ قَالِي مَنْ الْوَدِيهِ سِوَاكَ حِيْنَ دَخَلُوْلِي الْخَادِيْثِ الْعَمِيْمِ

اے بہترین خلق! آپکے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبتِ عامہ کے وقت جسکی پناہ لوں! مہربانی فرماؤ! چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی فرمائی، خواب میں تشریف لا کر دستِ رحمت پھیرا بیماری دور ہو گئی۔

(قصیدہ بردہ شریف)

سیدی عارف باللہ حضرت مولانا جامی یوں فریاد کرتے ہیں

زہجوری برآمد جانِ عالم ترجمہ یانہی اللہ ترجمہ
نہ آخر رحمتہ للعالمین زہجوراں چرا فارغ نشینی

(زینا)

جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے، یا رسول اللہ ترجمہ فرمائیے

کیا آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہیں۔ پھر ہم مجبوروں سے فارغ کیوں ہو بیٹھے؟
 شمس العارفین حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سے
 یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی
 یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند عاجزاں راز ہمتا و جملہ راما ولی توئی
 یا رسول اللہ خالق ذوالجلال کے برگزیدہ لائتالی حبیب ایک صرف آپ
 ہی ہیں، یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کی اُمت عاجز ہے، ان عاجزوں کے
 رہنما اور سب کو پناہ دینے والے بھی آپ ہی ہیں۔

حضرت سیدی شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ سے
 گرنہ بودے یا رسول اللہ ذاتِ پاکِ تو بیچ پیغمبر نہ بودے دولتِ پیغمبری
 یا رسول اللہ اگر آپ کی ذاتِ پاک نہ ہوتی تو کوئی پیغمبر دولتِ پیغمبری سگر فراز نہ ہوتا۔

حضرت سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سے
 چہ وصف کند سعدی ناتمام علیک الصلوٰۃ لے نبی و السلام
 سعدی ناتمام آپ کے اوصاف کیا بیان کر سکتا ہے، یا رسول اللہ آپ پر صلوٰۃ و
 سلام ہو۔

علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری رحمۃ اللہ علیہ
 فرماتے ہیں سے

یا سیدی یا رسول اللہ قد شرفنت

قَصَائِدِي كَأَمْدٍ يُجِيبُكَ قَدْ رُصِفَا

اے میرے سردار۔ اے اللہ کے رسول۔ آپ کی مدح و ثنا سے میرے قصیدے عمدہ اور شرف والے ہو گئے۔

مَدَحْتُكَ الْيَوْمَ أَرْجُو الْفَضْلَ مِنْكَ غَدًا

مِنَ السَّفَاعَةِ فَاحْظُنِي بِهَا طَرَفًا

میں نے آج آپ کی مدح کی ہے اور کل قیامت کے دن میں آپ سے احسان اور شفا ^{عت} کا امیدوار ہوں تو میری طرف نگاہِ کرم رکھئے گا۔

بِبَابِ جُودِكَ عَبْدٌ مُذْنِبٌ كَلِفْتُ

يَا أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا مُشْرِقًا وَقَفَا

آپ کی سخاوت کے دروازے پر ایک گنہگار عاتق زار بندہ کھڑا ہے اے سب لوگوں سے زیادہ حسین روشن چہرے والے۔

بِكُمْ تَوَسَّلُ يَرْجُوا الْعَفْوَ عَن زَلِّي

مِنْ خَوْبِهِ جَفْنُهُ الْهَامِي لَقَدْ زَرَفَا

اس بندہ نے آپ کے ساتھ توسل کر کے گناہوں کی بخشش کی امید کی ہے (وہ گنہگار جن کے خوف سے اس کی پلکوں سے آنسو بہ رہے ہیں)

(المجموعۃ الجہانیہ فی المدائح النبویۃ ص ۵۸)

امام الادب السیدی ابومدین المغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَهُوَ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ وَهُوَ الَّذِي

تُرْجَى شَفَاعَتُهُ عَدَا فِي الْمَرْفِقِ

یہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ وہ ہیں جنکی کل قیامت کے دن میں شفاعت کی امید ہے۔

يَا خَيْرَ مَبْعُوثٍ وَأَكْرَمَ شَافِعٍ

لَنْ مُنْقَذِي مِنْ هَوْلِ يَوْمٍ مُوحِفٍ

اے بہترین رسول اور بزرگ شفاعت کرنے والے۔ آپ مجھے قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے بچائیں۔

صَلِّ عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ الْوَسْرَى

مَا لَأَحْ بَرْقٌ فِي السَّمَاءِ وَمَا خَفِي

اے ساری مخلوقات سے بہتر آپ پر اللہ تعالیٰ کا درود ہو جب تک کہ آسمان میں بجلی چمکے اور چھپے۔

المجموعة النجفانية منشور

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کریم فرما بلطف خود سر و سامان جمع بے رُو یا کن

یا رسول اللہ سماں میں ہم پر کریم فرمائیے ہم بے رُو سامان ہیں ہمارا سر و سامان آپ کا لطف

کریم ہی ہے۔

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وَصَلِّ عَلَيكَ اللَّهُ وَيَا خَيْرَ خَلْقِهِ

وَيَا خَيْرَ مَا صُوِّلَ وَيَا خَيْرَ وَاهِبِ

اے بہترین کائنات آپ پر اللہ کا درود ہوا ہے بہترین امیدگاہ اور بہترین عطا فرمایا نوالے

وَيَا خَيْرَ مَنْ يُرْجَى لِكَشْفِ رَزِيئَةٍ

وَمَنْ جُودُهُ فَاقَ جُودَ السَّحَابِ

اور اے وہ بہترین جس سے سختی و مصیبت رفع ہونے کی امید کی جاتی ہے اور اے وہ کہ جسکی سخاوت برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے۔

وَأَنْتَ مُجِيرٌ مِّنْ هُجُومِ مُلِمَّتِهِ

إِذَا انْشَبَكَ فِي الْقَلْبِ شَرُّ الْمُخَالِبِ

اور آپ سختی کے حملوں سے پناہ دینے والے ہیں جب کہ بدترین مصیبتیں آپڑیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ

مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرِ

لَا يُنْكِنُ الشَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقًّا

بَعْدَ أَنْ خُذَ ابْرَأْسُكَ لِي قِصَّةً تُخْتَصَرُ

اے حسن و جمال والے اور اے بشروں کے سردار بیشک چاند آپکے چہرہ کے نور سے منور ہے جیسا کہ آپکی صفت و ثنا کرنے کا حق ہے، ممکن ہی نہیں کہ ہو سکے سوائے اسکے اور کیا کہیں کہ خدا تعالیٰ کے بعد ساری مخلوق سے برتر آپکی ذات ہے۔

(تفسیر عزیزی پارہ ۴ عم سورہ والضحیٰ)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی گلزار معرفت میں فرماتے ہیں

شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بیکساں تم ہو
تہیں چھوڑا اب کدھر جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

اور یہی حاجی صاحب مناجات نالہ امداد غریب میں فرماتے ہیں سے

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
اے حبیبِ کبریا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آنکھ
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں سے

کر وڑوں جرموں کے آگے یہ نام کاہل اسلام
کرے گا یا نبی اللہ میرے پہ کیا پکار

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
منہیں ہے قاسم بکس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی ص ۶)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں سے

يَا شَفِيعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِي
أَنْتَ فِي الْإِضْطِرِّارِ مُعْتَمِدِي

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمائیے آپ مشکلات میں میری آخری امید
گاہ ہیں۔

لَيْسَ لِي مَلْجَأٌ سِوَاكَ أَعِثْ مَسْتَجِي الضُّرِّ سَيِّدِي وَسَدِي

آپ کے سوا میرا کوئی بلجا و ماویٰ نہیں، اے میرے آقا میری فریاد سنئے میں تکلیف میں مبتلا ہوں

عَشْتِي الدَّهْرِيَا بِنَ عَبْدِ اللَّهِ كُنْ مَعِيثًا فَأَنْتَ لِي مَدَدِي

زمانے کی مصیبتوں نے مجھ کو گھیر لیا ہے اے ابن عبداللہ میری فریاد سنئے میری مدد فرمائیے

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمِنْ غَمَّاءِ الْغُمُومِ مُلْتَحِدِي

یا رسول اللہ میں غموں کے بادلوں میں گھرا ہوا ہوں۔ میری پناہ آپ ہی کا دروازہ ہے۔

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلدین کے امام فرماتے ہیں

يَا سَيِّدِي يَا عُرْدَتِي وَوَسِيلَتِي يَا عُدَّتِي فِي شِدَّةٍ وَرِخَاءٍ

اے میرے سردار، اے میرے سہارے اور میرے وسیلے۔ اے میرے سختی و نرمی کی حالت

ساز و سامان۔

يَا مَقْصِدِي يَا أُسْوَتِي وَمَعَاصِدِي وَذَرِيْعَتِي يَا مَرْصِدِي مَوْلَانِي

اے میرے مقصد، اے میرے پیشوا اور میرے پروردگار اور میرے ذریعہ اور اے

ٹھکانے۔ میرے مولا۔

شَفَعْتُ جَاهَكَ ضَارِعًا مُتَذَلِّلًا مَالِي دَرَاءَكَ صَارِفَ الضَّرَائِ

میں نے نہایت عاجزی و انکساری سے آپکی عزت و جاہ کو شفیع بنایا کیونکہ میرے لئے
 آپ سے سوا تکلیف و مصیبت کوئی دفع کرنے والا نہیں

أَنْتَ الْمُغِيثُ رَحْمَةً وَكِرَامَةً فِي غُمَّةٍ وَعَوَائِلِ وَبَلَاءٍ

آپ مددگار ہیں اپنی رحمت و کرامت کے ساتھ ہر سختی اور مشکلات و بلا میں۔

إِنْجَحْ مَسْرَامِي يَا كَرِيمُ كَرَامَتِي أَنْتَ الْقَدِيمُ عَلَى نِفَازِ رَجَائِي

میرے مقاصد پورے فرمائے بزرگیوں اور کرامتوں والے آپ میری امید کے پورے
 کرنے پر قادر ہیں۔

مَالِي وَسَاءَ لَكَ مُسْتَعَاثُ فَارْحَمَنَّ يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ بُكَائِي

آپ کے علاوہ میرا کوئی فریادرس نہیں ہے رحمتہ للعالمین میری گریہ و زاری کو
 دیکھ اور مجھ پر رحم کر۔

يَا أَيُّهَا الشَّمْسُ الرَّفِيعُ مَكَانُهُ ضَاءَتْ بِنُورِكَ سَاعَةَ التُّرْبَاءِ

اے بلند مقام سورج آپ کے نور سے زمین کے سارے میدان روشن ہو گئے۔

وَلَا نَتَّأَكَّرُكُمْ مَعْشَرَ سُفْعَاءِ ذَلِكَ الشَّفَاعَةِ وَالْمَكَانَةِ فِي عِنْدِ

کل قیامت کے دن آپ کے لئے شفاعت اور عزت ہے اور بیشک آپ سب

شفاعت کریں والوں میں زیادہ مکرم ہیں

وَسَأَجَاءُ عَبْدِيكَ مِنْ جَنَابِكَ سَيِّدِي نَيْلُ الشَّفَاعَةِ زُبْدَةُ الْإِلَاءِ

اے میرے سردار آپ کا بندہ آپ کی جناب سے شفاعت کی امید رکھتا ہے جو امیدوں

کا ما حاصل ہے

وَسَيُؤْتِكُمْ مَالِي فِي الْقِيَامَةِ شَافِعٌ أَنْتَ الْمُخْلِصَ لِي مِنَ النَّاسِ

آپ کے سوا قیامت میں میرا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں آپ ہی مجھے نجاتوں اور مصیبتوں سے بچانے والے ہیں۔

لَا زَالَ مَدْحُكَ بَاقِيًا بَيْنَ الْوَرَى مِنْ عَبْدِكَ الْمَصْرُوفِ فِي الْأَطْرَافِ

آپ کی مدح و ثنا مخلوقات میں ہمیشہ رہے آپ کے اس بندے کی طرف سے جو آپ کی بہت زیادہ تعریف میں مصروف ہے۔

(ما تروصدیقی موسوم بہ سیرت والاجاھی ص ۲۱۳ و ۲۱۴ قصیدۃ العنبریہ

فی مدح خیر البریہ)

دیوبندی وہابی حضرات بتائیں کہ اگر یا رسول اللہ کہنا شرک ہے تو خصوصاً

ان کے اکابر حاجی امداد اللہ صاحب، مولوی محمد قاسم صاحب نالوتوی، مولوی

اشرف علی کھانوی اور نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی جو یا رسول اللہ

کہہ رہے ہیں اور آپ سے مدد مانگ رہے ہیں کون ہوں گے؟

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

خصوصاً نواب صدیق حسن خاں صاحب نے تو شرک کے انبار

انگادے ہیں دیکھئے ان کے گیارہ اشعار میں نو مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو یا کہہ کے پکارا گیا ہے۔ نیز آپ کو سہارا وسیلہ، مددگار، دافع البلائہ مقاصد

پورے کرنے والے، امیدوں کے پورے کرنے پر قادر، فریادرس، شفیع، مصیبتوں سے بچانے والے مانا گیا ہے اور سب سے زیادہ مصیبت جان و ہابیت پر یہ ڈھالی کہ نواب صاحب نے دو مرتبہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ کہا ہے۔ چنانچہ ان کا شعر نمبر نو اور آخری شعر دیکھئے۔ غیر مقلدین کے نزدیک یہ سب باتیں شرک ہیں۔ لیکن ان کو مشرک صرف اس لئے نہیں کہیں گے کہ وہ ان کے اپنے ہیں۔ شرک و بدعت کے فتوے تو دوسروں کے لئے ہیں سہ

کل میاں حجام سب کا مونڈتے پھرتے تھے سر
 آج اس کوچہ میں خود ان کی حجامت ہو گئی

مسلمانوں خوب غور کرو اور خدارا انصاف کرو کہ اگر یارسول اللہ کہنا شرک ہو جیسا کہ دیوبندی وہابی مولوی صاحبان کہتے ہیں تو یہ صحابہ کرام، تابعین، ائمہ۔ اولیاء، علماء جن کا اوپر ذکر ہوا، جو سب کے سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کہہ کر پکار رہے اور مدد مانگ رہے ہیں کون ہوں گے؟ کیا ان حضرات کو معلوم نہیں تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کہہ کر پکارنا اور مدد مانگنا شرک ہے؟ کیا یہ حضرات عالم نہیں تھے اور ان کو شرک کا علم نہیں تھا؟ اب فیصلہ ناظرین پر ہے یا تو آج کل کے ان مولویوں کے فتوے کو صحیح کہہ کر والی امت اور امت کے کروڑوں افراد جو یارسول اللہ کہہ رہے ہیں جن میں صحابہ تابعین، تبع تابعین، ائمہ، اولیاء، علماء ہیں کو مشرکان میں یا پھر کہیں کہ

آج کل کے ان مولیوں کا یہ فتویٰ بالکل غلط ہے۔ اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا بلا شک و شبہ جائز ہے۔

۳۔ اب یہ حقیر و فقیر ذیل میں چند روایات ناظرین حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہے جن سے اولیاء اللہ کو پکارنا بھی ثابت ہوتا ہے۔
(وما توفیقی الا باللہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِقُبُورِ الْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَعْنِي
اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْآثِرِ
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی قبر پر
پر گزرے تو اپنا روئے انور اہل قبور کی طرف کر کے
فرمایا سلام ہو تم پر اے قبروں والو! اللہ
ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے پیش رو ہو اور
ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔
(ترمذی ص ۱۲۵)

اس حدیث میں غور کیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اہل قبور کو ندا فرما رہے ہیں اگر مردوں کو یا کہہ کر پکارنا شرک ہے تو کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کیا معاذ اللہ!

امام المحدثین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بروایت یہی حضرت
فاطمہ خزاہیہ سے نقل فرماتے ہیں۔

وَقَمْنَا عَلَى قَبْرِهِ فَمَلْنَا السَّلَامَ عَلَيْكَ
کہ ہم حضرت امیر حمزہ کے مزار پر پھہرے اور

يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ فَسَمِعْنَا كَلَامًا
رَدَّ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ
اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ (شرح الصدور)

ہم نے عرض کیا اے رسول اللہ کے چچا آپ
پر سلام ہو تو ہم نے جواب میں دے لیا
اور رحمت اللہ و برکاتہ سنا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو یا کہہ کر پکارا گیا،
تو انہوں نے سن کر جواب بھی دیا۔ کیونکہ یہ ہو جب کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُرُّ عَلَى قَبْرِ أَخِيهِ
كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ
إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ حَتَّى
يُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ -
(کتاب السواد ابن قیم ص ۷)

کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اپنے بھائی
کی قبر پر گزرے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا
اس پر سلام کرے تو اللہ اس کی روح کو
اس پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ سلام کا
جواب دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کا جانور وغیرہ جنگل میں بھاگ جاوے یا کوئی حاجت پیش
آوے اور مدد کی ضرورت ہو
فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللَّهِ اعِينُونِي!
يَا عِبَادَ اللَّهِ اعِينُونِي -

تو چاہئے کہ یوں کہے اے اللہ کے بندو میری
مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

(طبرانی حصن حصین)

راوی فرماتے ہیں وَقَدْ جُرِبَ ذَٰلِكَ - یعنی اس امر کو آزما یا بھی گیا ہے

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں -

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الثَّقَاتِ هَذَا

کہ بعض علماء ثقات نے فرمایا کہ یہ حدیث

حسن ہے مسافروں کو اس کی بہت حاجت

حَدِيثٌ حَسَنٌ يُحْتَاجُ إِلَيْهِ الْمَسَافِرُونَ

ہے اور مشائخ کرام سے مروی ہے کہ یہ مجرب ہے

وَرَوَى عَنِ الْمَشَائِخِ أَنَّهُ مُجَرَّبٌ

اس سے حاجت روا ہوتی ہے -

مُحَقَّقٌ - (الحزب الثمین)

اسی حدیث کے متعلق خود مخالفین کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی

فرماتے ہیں -

اور بعض روایات میں جو آیا ہے أَعِينُونِي يَا عِبَادَ اللَّهِ یعنی اے

اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے

بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلبِ اعانت ہے کہ حق تعالیٰ

نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے -

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۹)

فقہ اعظم حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ حنفیوں کے مسلم امام ہیں

فرماتے ہیں کہ زیادتی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے، اور وہ

چاہے کہ خدا اس کو واپس لائے، تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو ہو کر فاتحہ پڑھے

اور اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا کر کے سید احمد بن علوان

رضی اللہ عنہ کو پہنچائے۔

اور کہے یا سیدی احمد یا ابن علوان ! اگر
تم نے میری گم شدہ چیز واپس لادی
تو خیر، ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیاء
سے کٹوادوں گا ! اس عمل سے بہ برکت
ان دلی اللہ کے اللہ تعالیٰ وہ گمی ہوئی
چیز واپس لادے گا۔

وَيَقُولُ يَا سَيِّدِي أَحْمَدُ يَا ابْنَ
عَلْوَانَ إِن لَّمْ تُرُدَّ عَلَيَّ مَضَالِكِي وَإِلَّا
نَزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْأَوْلِيَاءِ فَإِنَّ
اللَّهَ تَعَالَى يُرُدُّ عَلَيَّ مَنْ قَالَ ذَا لِكَيْ
مَضَالِكِي بِبَرَكَتِهِ أَجْهَوُ بِرَأْيِي مَعَ زِيَادَةِ
كَذَابِي حَاشِيَةَ شَرِّحِ الْمُنْهَجِ لِلدَّاءِ
رَحِمَهُ اللَّهُ

(عاشیہ ردالمختار شرح درمختار ص ۲۵۲)

ان روایات میں چند باتیں قابل غور ہیں مشکل کے وقت اولیاء اللہ کو
پکارنا، ان سے مدد چاہنا، انہیں فاتحہ کا ثواب پہنچانا، کسی کو فاتحہ کا ثواب پہنچانا
ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ
کرے پھر جسے چاہتا ہے ثواب پہنچائے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں حضرت
ارفع واعلیٰ امام العلماء سید الاولیاء سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاد
شمس الدین لقانی و امام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم
لکھی کہ وہ جناب ابدال سبوح و محققین صوفیہ میں سے ہیں۔ شریعت و حقیقت کے جامع

باوصف علوم باطن ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت
ہیں۔ اکابر علماء فخر کرتے تھے کہ ہم ایسے جلیل القدر عارف و عالم کے شاگرد ہیں
یہاں تک لکھا کہ بالجملہ مرد جلیل القدر لیست کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر است۔ پھر
اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو بیتیں نقل کیں۔ فرماتے ہیں۔

أَنَا لِمُرِيدِي جَامِعٌ لِيَسْتَأْتِيَهُ
وَإِنْ كُنْتُ فِي ضَيْقٍ ذَكَرْتُ وَحْشَتَهُ
إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنُكْبَةٍ
فَنَادَى بِأَزْرُوقٍ أَتَتْ بِسُرْعَةٍ

یعنی میں اپنے مرید کا اس کی پراگندیوں میں جامع ہوں جب کہ جو زمانہ سختیوں
کے ساتھ اس پر حملہ کرے اور اگر تو تنگی و سختی و وحشت میں ہو تو یازروق کہہ کر
پکار! میں جلد آؤں گا اور تیری مدد کروں گا۔

(بستان المحدثین ترجمہ اردو ص ۲۰۶)

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں کہ سیدی
شمس الدین محمد حنفیؒ اپنے حجرہ شریف میں وضو فرما رہے تھے کہ ناگاہ اپنی ایک
کھڑاؤں ہو پر پھینکی کہ غائب ہو گئی۔ حالانکہ حجرہ شریف میں کوئی راہ اسکے باہر جانے
کی نہ تھی دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو دی کہ اسے اپنے پاس رکھے جب تک وہ پہلی
واپس نہ آئے۔ ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع ہدایا
کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ آپ کو جزاے خیر دے۔

إِنَّ الْإِلَهَ لَمَّا جَسَّ عَلَى صَدْرِي
جَبَّ جَوْرِي عَلَى سَيْنِي فَرَجَّحَ ذَنْبِي كَرْنِي بِسَيْفِي

لِيَذُبَّحَنِي قُلْتُ فِي نَفْسِي يَا سَيِّدِي
 مُحَمَّدُ يَا حَنَفِي فُجَاءَتْهُ فِي صَدْرِهِ
 فَأَنْقَلَبَ مَعَهُ عَلَيْهِ وَنَحَانِي اللَّهُ
 عَزَّ وَجَلَّ بِبَرَكَتِكَ -

(طبقات الكبرى مصری ص ۹۵)

میں نے اپنے دل میں کہا یا سیدی محمد یا حنفی
 (جب میں نے ندا کی اور حضور کو بکارا تو اس وقت
 غیب سے) یہ کھڑاؤں آکر اس چور کے سینے پر
 اس زور سے لگی کہ غش کھا کر اٹھا ہو گیا، اور
 مجھے برکت حضرت اللہ عزوجل نے نجات بخشی۔

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی جن کی جلالت شان
 عالم میں آشکارا ہے بہت سے ایسے ہی واقعات نقل فرمائے ہیں جن میں سے چند ہدیہ
 ناظرین ہیں۔ فرماتے ہیں کہ سیدی شمس الدین محمد حنفی (جن کا اد پر نو کر پاک ہوا) کی
 زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہو گئیں

اور وہ یوں ندا کرتی تھیں یا سیدی احمد
 یا بدوی خاطر ک معی ایسی اے میرے
 مردار اے احمد بدوی آپ کی نوبت
 میرے ساتھ ہے ایک دن حضرت
 سید احمد کبیر بدوی رضی اللہ عنہ کو
 خواب میں دیکھا کہ آپ بہت کھلا
 خستہ پینے ہوئے تشریف لائے
 آپ کا سینہ مبارک چوڑا اور چہرہ اور

فَكَانَتْ تَقُولُ يَا سَيِّدِي أَحْمَدُ
 يَا بَدْوِي خَاطِرُكَ مَعِي
 فَرَأْتُ سَيِّدِي أَحْمَدُ
 سَرَّحَنِي اللَّهُ عَنْهُ فِي الْمَنَامِ
 وَهُوَ صَارَ رِبُّ الشَّامِ
 وَعَلَيْهِ جِبَّةٌ وَاسِعَةٌ الْأَكْمَامِ
 عَرِيضُ الصَّدْرِ أَحْمَرُ الرَّجَّةِ
 وَالْعَيْنَانِ يَبِيضَانِ الْيَسَا

نَادِ بِنِيَّ وَتَسْتَفِئِيثِي
 وَأَنْتِ لَا تَعْلَمِي أَنَّكَ
 فِي حِمَايَةِ رَجُلٍ مِنَ الْكِبَارِ
 السَّمُكِينِينَ وَنَحْنُ لَا نُجِيبُ
 مَنْ دَعَانَا وَهُوَ مَوْضِعٌ أَحَدٍ
 مِنَ الرِّجَالِ قَوْلِي يَا سَيِّدِي
 مُحَمَّدُ يَا حَنَفِي يُعَافِيكَ اللَّهُمَّ
 نَعَالِي فَقَالَتْ ذَلِكَ فَاصْبَحَتْ
 كَأَنَّ لَمْ يَكُنْ بِهَا مَرْمٌ
 (طبقات الكبرى ص ۹۰)

انکھیں سُرخ تھیں، فرمایا تو کب تک
 مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کریگی
 تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب
 تمکین (یعنی اپنے شوہر کی حمایت میں ہے
 اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے
 ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے یوں
 کہہ یا سیدی محمد یا حنفی! یہ کہے گی تو اللہ
 تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا ان بی بی نے
 یوں ہی کہا صبح کو تندرست اٹھیں، گویا
 کبھی مرض تھا ہی نہیں۔

فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ کہ ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد
 اشمونی رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف کھینکی
 سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے
 اور وہ کھڑاؤں انکے پاس کھئی انھوں نے
 مال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدکار نے
 انکی صاحبزادی پر دست درازی کرنی چاہی
 لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرو مرشد
 ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ يَلَدِ
 الْبِلَادِ بَعْدَ سَنَةٍ وَفَرَدًا
 الْقُبْقَابِ مَعَهُ وَآخْبَرَ
 أَنَّ شَخْصًا مِنَ الْعِيَاقِ
 عَبَثًا بِأَبْنَتِهِ فِي الْبَرِّيَّةِ

حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا یوں
نداکی یا شیخ ابی لاحتظنی اے میرے باپ کے
پیر و مرشد مجھے بچائیے یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑا اول
آئی، لڑکی نے نجات پائی وہ کھڑا اول اب تک
ان کی اولاد میں موجود ہے۔

فَقَالَتْ يَا شَيْخُ أَبِي لَاحِظِنِي
لِأَنَّهَا لَمْ تَعْرِفْ أَنَّ
اسْمَهُ مَدِينٌ ذَالِكَ
الْوَقْتُ وَهِيَ إِلَى الْآنَ
عِنْدَ ذُرِّيَّتِهَا

(طبقات الکبریٰ ص ۳۱۱)

فرماتے ہیں کہ سیدی محمد عمری رضی اللہ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف
لے جا رہے تھے کہ ان کے جانور کا پاؤں پھسلا باؤ آرز پکارا یا سیدی محمد عمری اور
قریب ہی ابن عمر حاکم صعید کو حکم سلطان حقیق قید کر کے لئے جا رہے تھے انھوں
نے مرید کا ندا کرنا سنا تو پوچھا یہ سید محمد عمری کون ہیں؟ کہا میرے پیر و مرشد شیخ
کامل ہیں۔ ابن عمر نے کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں یا سیدی محمد یا عمری لاحتظنی اے
میرے سردار محمد عمری مجھ پر عنایت کیجئے! یہ ان کا کہنا تھا کہ سیدی محمد عمری نے
ان کی فریاد کو سُن لیا اور تشریف لا کر مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں
کی جان پر بن گئی۔ مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ (طبقات الکبریٰ ص ۲۹)

اور سیدی حضرت شیخ موسیٰ ابو عمران رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ

جب انکا کون مرید جہاں کہیں سے ندا کرتا جواب دیتے آگے

كَانَ إِذَا نَادَاكَ مُرِيدُهُ أَجَابَهُ

سال بھر کی راہ پر ہوتا۔ (طبقات الکبریٰ ص ۲۹)

مِنْ مَسِيرَةِ سَنَةٍ أَوْ أَكْثَرَ

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے بیشتر واقعات لکھے ہیں جس کو شوق ہو، وہ ان کی کتاب "طبقات الکبریٰ" کا مطالعہ کرے۔
اور یہ امام شعرانی وہ بزرگ ہستی ہیں کہ دیوبند کے صدر مدرس مولوی انور شاہ صاحب ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

وَالشَّعْرَانِي اَيْضًا كَتَبَ اَنَّهُ رَاَهُ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَأَ عَلَيْهِ
الْبُخَارِي فِي ثَمَانِيَةِ رَفَقَةٍ مَعَهُ
ثُمَّ سَمَاهُمْ وَكَانَ وَاحِدًا مِنْهُمْ
حَقِيْقًا (فيض الباري ص ۲۰۴)

کہ امام شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کی
اور پوری بخاری شریف آپ کو پڑھ کر سنائی
اس وقت ان کے ساتھ ان کے آٹھ رفقاء
بھی تھے، ایک ان میں حنفی تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "جواہر خمسہ"
حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اعمال کا درد و وظیفہ کرتے
تھے چنانچہ انہوں نے اپنے استاذ علم حدیث مولانا ابوطاہر مدنی و شیخ محمد سعید
لاہوری رحمۃ اللہ علیہا سے اس کے اعمال کی اجازت حاصل کی (دیکھو الانتباہ
فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۳۸) اور اس جواہر خمسہ میں یہ عمل بھی ہے۔

نَادِ حَلِيًّا مَظْهَرُ الْعَجَائِبِ تَجَدُّدُهُ
عَوْنَا لَكَ فِي النَّوَائِبِ كُلِّ هَمِّ
وَعَمِّ سَيَجْعَلِي بَوْلًا يَتِيكَ يَا عَلِيُّ

پکار علی کو جن کی ذات مظہر عجائب ہے جب
تو انہیں پکارے گا تو انہیں مصائب و افکار
میں اپنا مددگار پائیگا پریشانی و رنج ابھی

يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ

دور ہوتا ہے آپکی مدت یا علی یا علی یا علی۔

امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر شطنوفی و امام عبداللہ بن اسعد یافعی

مکی و علامہ علی قاری مکی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ و مولانا شاہ ابوالمعالی محمد سلمی

قادری و شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ حضور

غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف نہ

مِنْ اسْتَعَاثَ بِي فِي كُرْبَةٍ كَشَفْتُ

ہو اور جو سختی میں میرا نام لے وہ سختی دور ہو اور

عَنْهُ وَمَنْ نَادَى بِاسْمِي فِي شِدَّةٍ

جو کسی حاجت میں اللہ کی طرف مجھ سے توسل کرے

فَرَحَبْتُ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِي

وہ حاجت برائے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے

إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي حَاجَةٍ

ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ اخلاص گیارہ

قَضَيْتُ لَهُ وَمَنْ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ

بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی کریم صلی اللہ علیہ

يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَاكَعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ

وسلم پر درود و سلام بھیجے پھر عراق شریف کی

سُورَةَ الْإِخْلَاصِ إِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً

طرف گیارہ قدم چلے۔ ان میں میرا نام لیتا

ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اسکی وہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَيُسَلِّمُ

حاجت روا ہو۔

عَلَيْهِ ثُمَّ يَمْشُوا إِلَى جِهَةِ الْعِرَاقِ

(بجہ الاسرار، خلاصۃ المفاجر، نزہۃ الخاطر،

إِحْدَى عَشْرَةَ خُطْوَةً يَذْكُرُ حَاجَتَهُ

تحفہ قادریہ، زبدۃ الآثار)

فِيهَا تَقْضَى

یہ امام ابوالحسن نورالدین علی مصنف بیحیۃ الاسرار شریف اعظم علماء
 وائمه قرأت واکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں حضور غوث الثقلین رضی اللہ
 عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں۔ انہوں نے امام اجل حضرت ابوصالح نصر
 قدس سرہ سے فیض حاصل کیا انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر تاج الدین
 عبدالرزاق نور اللہ مرقدہ سے، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت غوث الثقلین
 رضی اللہ عنہ سے امام شمس الدین ذہبی کے علم حدیث و اسرار الرجال میں جن کی جلالت
 شان عالم میں آشکار ہے، ان کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المتقین
 میں انکی بہت مدح لکھی، امام محدث محمد بن محمد جزری مصنف حصن حصین ان کے
 سلسلہ تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ان کی کتاب بیحیۃ الاسرار شریف انہی شیخ
 سے پڑھی اور اس کی سند اجازت حاصل کی۔

شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار
 شریف میں فرماتے ہیں کہ کتاب بیحیۃ الاسرار کتاب عظیمہ و شریف مشہور ہے اور اس کے
 مصنف بہت بڑے امام اور عالم ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے
 حسن المحاضرہ میں ان کو امام الاوحد لکھا ہے۔ بیحیۃ الاسرار شریف اور اسکے مصنف کے
 متعلق اپنے ائمہ کی رائیں ملاحظہ فرمائیں:- اب خود مخالفین کے گھر کی شہادت سے
 مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس مدرسہ دیوبند بیحیۃ الاسرار شریف
 کے مصنف امام شطنوفی کے متعلق فرماتے ہیں۔ وَوَقَّعَ الْمُحَدِّثُ ثُبُوتَ

یعنی محدثین کرام نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔ (فیض الباری ص ۱۰۱)
 اور پھر ملا علی قاری اور امام عبداللہ بن اسعد النعمانی اور شیخ محقق دہلوی
 رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اسکو تسلیم کرنا، اور اپنی اپنی کتب میں لکھنا نور علی نور ہے۔
 اسی وجہ سے بڑے بڑے مشائخ کرام صلوٰۃ غوثیہ پڑھتے رہے۔ اور بعد صلوٰۃ
 غوثیہ گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلتے ہوئے شیخ کوند اکرتے رہے۔ اور یا شیخ
 عَبْدُ الْقَادِرِ جِيلَانِي شَيْئًا لِلَّهِ اِذَا وَطِيفَ بِهِ يَضْحَكُ رَسْمًا وَرَسْمًا رَسْمًا
 انشا اللہ! ۱۰

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا، پڑھا کہ ہو جائیں حل جانے والے
 چنانچہ عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم خلیفہ و فرزند ثالث
 حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی و حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
 و حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب دہلوی خلیفہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں و حضرت مولانا
 غلام دستگیر صاحب قصوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و دیگر بزرگان دین و ظیفہ یا شیخ
 عَبْدُ الْقَادِرِ جِيلَانِي شَيْئًا لِلَّهِ كُوْطِرْ هَتَّے اور پڑھنے کو جائز فرماتے۔ کسی نے شرک
 کا فتویٰ نہیں دیا۔ اور تو اور خود منہ البین کے پیشوا مولوی اشرف علی فرماتے ہیں کہ صحیح العقیدہ
 سلیم الفہم کیلئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ امدادیہ ص ۹۲) اور مولوی رشید احمد گنگوہی
 فرماتے ہیں اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ
 شیخ حاجت برآری کر دیتے ہیں یہ بھی شرک نہ ہوگا۔ باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت

ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۰

اور سنے موسیٰ اشرف علی کھانوی صاحب نے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی یہ کرامت لکھی ہے کہ

جب حضرت مولانا شیخ محمد صاحب حج کو تشریف لے گئے تو ان کا جہاز تباہی میں آگیا اور کافی وقت تک گردشِ طوفان میں رہا محافظانِ جہاز نے بہت تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار نا خدا نے پکار کر کہا کہ لوگو! اب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا رکاوٹ ہے تو مولانا شیخ محمد صاحب فرماتے تھے کہ میں اس وقت مراقب ہو کر ایک دن بیٹھ گیا ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشہ کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا میں نے وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا جب مکانہ کعبون واپسی ہوئی تو اس تحریر کو دیکھا اور دریافت کیا تو ایک خادم نے جو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے بیان کیا کہ بیشک فلاں وقت حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا اس کو دھو کر صاف کر لو۔ اس لنگی میں دریائے شور کی بو اور چپکاہٹ معلوم ہوئی

(الافاضات الیومیہ ص ۳۵)

دوسری روایت کھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست

جو جناب حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت کئے تھے حج خانہ کعبہ کو تشریف لے جاتے تھے
 بمبئی سے آگ بوٹ میں سوار ہوئے آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکڑے کھائی اور قریب تھا کہ چکر
 کھا کر غرق ہو جائے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں اسی یوسانہ
 حالت میں گھبرا کر اپنے پیروشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے
 زیادہ اور کونسا وقت امداد کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر اور کارساز مطلق
 ہے اسی وقت اُن کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ ادھر
 تو یہ واقعہ پیش آیا اور ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے ایک خادم سے بولے ذرا
 میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔ خادم نے کمر دباتے دباتے پیراہن مبارک جو
 اٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھاں اتر گئی ہے۔ پوچھا حضرت
 یہ کیا بات ہے کمر کیونکر چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں، پھر پوچھا آپ خاموش رہے۔ تیسری
 مرتبہ پھر دریافت کیا حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں
 لیگئے؟ فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا بھائی
 تھا اس کی گریہ دزاری نے مجھے بے چین کر دیا۔ آگبوٹ کو کمر کا سہارا دیکر اوپر کو
 اٹھالیا جب آگے چلا تو بندگانِ خدا کو نجات ملی۔ اسی لئے چھل گئی ہوگی اور اسی
 وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔ (کرامات امداد یہ صفحہ ۳۵)

چنانچہ تھانوی صاحب نے ایک بار مجلس وعظ میں یہی کرامت بیان کی
 تو ایک صاحب نے اسی مجلس میں کہا کہ ایسا واقعہ تو عقل کے خلاف ہے تو تھانوی صاحب

نے اُن سے کہا کہ تمہاری عقل کے خلاف ہے یا ہماری عقل کے؟ اگر ہماری عقل مراد ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ہماری عقل کے تو موافق ہے اور اگر تمہاری عقل مراد ہے تو اس کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے؟ جو عقلیات میں امام سمجھے جاتے ہیں یعنی حکماء میں اُن کے اقوال سے ثابت کر دوں گا کہ یہ واقعہ بالکل عقل کے موافق ہے

(الافاضات الیومیہ ص ۲۳۶)

اور سنیے!

مولوی اشرف علی صاحب کھانوی نے اپنے ایک مراسلے میں سخت پریشانی کے عالم میں اپنے پیر کی بارگاہ میں یوں فریاد کی ہے

یا مُرْشِدِیْ یا مُوَلِّیْ یا مُغْزِیْ
یا مُلْجِیْ فی مُبَدِّیْ وَ مَعَادِیْ

اے میرے مرشد اے میرے مولا اے میری وحشت کے انیس اور اے میری دنیا و آخرت میں جائے پناہ۔

إِرْحَمْ عَلَیَّ اَیَّ اَعْنِیَاتُ فَلَیْسَ لِیْ
كَهْفِیْ یَسُوْیْ حُبِّیْكُمْ مِنْ زَادِ

اے میرے فریاد رس مجھ پر ترس کھاؤ کیونکہ میں حب کے سوا کوئی زاد راہ نہیں رکھتا

فَا نَظُرَ اِلَیَّ بِرَحْمَةٍ یَا هَادِیْ
فَا زَالَ اِنَامُ بِكُمْ وَاِیَّیْ هَابِیْكُمْ

مخلوق کو آپکی بدولت کامیابی حاصل ہو اور میں حیران و پریشان رہوں اے میرے ہادی مجھ پر بھی رحمت کی نظر ہو۔

یا سَیِّدِیْ یَا لِلّٰهِ شَیْئًا اَنْتَ
اَنْتُمْ لِی الْمَجْدِیْ وَاِیَّیْ جَدِیْ

اے میرے سردار اللہ کے لئے کچھ عطا کیجئے آپ میرے معطلی ہیں اور میں آپ کا سوالی ہوں
(تذکرۃ الرشید ص ۱۱۴)

اور سنئے یہی تھا لوی صاحب فرماتے ہیں
جو استعانت و استمداد بالخلق باعتبار علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو
وہ شرک ہے۔ اور جو باعتبار علم و قدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم و قدرت کسی
دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔

(امداد الفتاویٰ ص ۹۹)

اور سنئے دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں
ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر
استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ
ہی سے استعانت ہے۔

(عاشیہ قرآن زیر آیت ایک نستعین)

دیوبندی مکتبہ فکر رکھنے والے حضرات سے گزارش ہے کہ کھانوی صاحب
کی ان روایات کو بنظر انصاف دیکھیں اور بتائیں کہ جب مولانا شیخ محمد صاحب
جہاز میں ایک طرف مراقب ہو کر بیٹھے اور حاجی صاحب کی طرف توجہ کی تو فوراً
ان کو معلوم ہوا کہ حاجی صاحب اس جہاز کے ایک گوشہ کو کندھوں پر اٹھائے
ہوئے گردش طوفان سے نکال رہے ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق انتہائی

مایوسی کے عالم میں جب حاجی صاحب سے مدد مانگی گئی اور وہ اسی وقت
 بنفس نفیس سمندر میں پہنچ گئے اور آگہوٹ کو تباہی سے بچا لیا۔ جی تو ان کے
 کپڑے سمندر کے پانی سے بھیگے ہوئے تھے۔ اور ان کی کمر چھل گئی تھی اور انھیں
 سخت درد تھا۔ کیا یہ درست ہے؟ آپ یہ تو ہرگز نہیں کہیں گے کہ غلط ہے۔
 جھوٹ ہے۔ من گھڑت ہے کیونکہ لکھنے والے آپ کے حکیم الامت ہیں کوئی معمولی
 آدمی نہیں ہیں اور اگر صحیح ہے تو پھر جن مریدوں نے انتہائی مصیبت اور مایوسی
 کے عالم میں جب کہ ان کو زندہ رہنے کی امید نہیں رہی تھی، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر
 حاجی صاحب سے غائبانہ مافوق الاسباب میں مدد مانگی وہ مشرک ہوئے یا
 نہیں؟ اور پھر جو ان شرکیہ باتوں کو چھپوائے اور انکی تبلیغ کرے اور ان پر اعتقاد
 رکھے وہ مبلغ مشرک ہو یا نہیں؟

نیز جب مرید نے حاجی صاحب کی طرف توجہ کی یا عرض کی تو حاجی صاحب کو اتنی
 دور سے اس کا علم کیسے ہو گیا؟ کیا ان کو علم غیب حاصل تھا؟ کیا وہ مریدوں کے
 حال پر مطلع اور ان کی التجاؤں کو سنتے رہتے تھے؟ اور کیا ان کے پاس یہ قدرت
 تھی کہ آنا فانا سمندر میں پہنچ کر ڈوبتے جہازوں کو بچالیں؟ اگر اسی قسم کی باتیں
 کسی آپ کے مخالفت کی طرف سے ہوتیں تو آپ ان کو بالکل غلط اور شرک قرار دیتے
 یا نہیں؟

افسوس صد افسوس! جن باتوں کی بنا پر آپ دوسروں مسلمانوں کو

مشرک و بدعتی بناتے رہتے ہیں وہی باتیں آپ کے اکابر بھی کرتے ہیں مگر آپ ان کو مشرک و بدعتی نہیں کہتے کیا یہ انصاف ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ .

الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین، ائمہ اولیا، علماء اور مخالفین کے چند ارشادات و اقوال ہدیہ ناظرین ہیں۔ مسلمانوں ان کو خوب غور سے پڑھو اور ان لوگوں سے پوچھو جو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ، یا غوث کہنا مشرک ہے بتاؤ یہ سب کے سب اکابر اور خود تمہارے بزرگ اور علماء جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کو یا کہہ کر پکار رہے ہیں اور ان سے مدد مانگ رہے ہیں، کون ہیں مشرک ہیں یا مومن؟

اگر کہیں مومن تو ابجد لٹحق واضح ہو گیا! لیکن ان کو اتنا کہنے پر نہ چھوڑو یہ بھی ضرور پوچھو کہ جب تمہارے نزدیک غیر اللہ کو پکارنا مشرک ہے، تو یہ لوگ غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور مدد مانگ رہے ہیں، یہ مشرک کے مرتکب ہوئے یا نہیں ہوئے؟ پھر مومن کیسے؟ اگر وہ مومن تھے، تو پھر ہم مشرک کیوں ہیں؟ کیا ان کے لئے مشرک جائز تھا اور ہمارے لئے نہیں؟ (معاذ اللہ!) اگر ہمارا بار سول اللہ کہنا مشرک ہے تو ان کا بھی مشرک ہوگا، اگر ان کا مشرک نہیں تو ہمارا بھی مشرک نہیں، اور اگر ہمیں یا رسول اللہ کہنے پر مشرک کہتے ہو تو ان کو بھی کہو!

اور اگر وہ بیدھڑک کہیں کہ وہ مشرک تھے (معاذ اللہ!) تو مسلمانوں کو خودی

اندازہ کر لو کہ جس مذہب میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک کہ اکابر سب مشرک ٹھہریں وہ مذہب کتنا بُرا ہوگا؟ اور وہ مذہب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا دشمن ہوگا۔ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ جو کسی مسلمان کو بلا وجہ کافر کہے گا وہ خود کافر ہے۔

لہذا ایسے مذہب سے بچو، خدا تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو فتنہ پرور لوگوں سے بچائے اور اپنے نیک بندوں کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین ثم آمین۔

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا وہ کیا بہک سکے جو یہ سُرّاع لیکے چلے

عام طور پر یہ لوگ چند آیات مثلاً اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ اور وَلَا تَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ وغیرہ پڑھ کر عام مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو جن کو تم پکارتے ہو وہ تم ہی جیسے بندے ہیں اور انھیں آیات سے استدلال کرتے ہوئے یہ لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ یا عوث کہنا شرک ہے۔

اے کاش یہ لوگ ان آیات کا غلط مطلب بیان کر کے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کرتے، بلکہ صحیح مطلب بیان کر کے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوتے، مگر ان لوگوں سے اس قسم کی توقعات رکھنا اپنے کو ہلاک فریب کرنا ہے۔ انشاء اللہ یہ خادم اہلسنت من دُوْنِ اللّٰهِ کی بحث میں ایک

الگ رسالہ عنقریب ہدیہ ناظرین کرے گا۔ سہرست نہایت ہی مختصر مگر تحقیقی جواب اور صحیح مطلب ان آیات کا پیش کرتا ہوں۔

تحقیق لفظ "الدُّعَا"

قرآن کریم میں لفظ "دُعَا" کہیں پکارنے اور بلانے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے اور کہیں عبادت کے معنی میں۔ پکارنے اور بلانے کے معنی میں جیسے کہ فرمایا ہے۔

(۱) وَالرَّسُولُ يَدْعُكُمْ مِنْ بَيْنِ
أُخْرَانِكُمْ (قرآن ۴)

اور رسول تمہیں پکارتے ہیں تمہارے پیچھے
سے۔

(۲) ثُمَّ آذَاهُمْ نَارًا تَبْدَأُ
سَعِيًّا (قرآن ۲)

اے ابراہیم پھر پکار دو ان پر نندوں کو وہ
دوڑتے ہوئے تمہارا پاس آجائیں گے۔

(۳) وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ
دَعَا إِلَى اللَّهِ (قرآن ۱۰)

اور اس سے بہتر کس کا قول ہے جو اللہ کی
طرف بلاتا ہے۔

(۴) رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لِيَلَا
وَمَا نَأْفِكُمْ يَنَادُهُمْ دُعَائِي
إِلَّا فَرَارًا (قرآن ۲۹)

میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات
دن ایمان کی طرف بلایا پس جس قدر میں نے انکو
زیادہ بلایا اسی قدر یہ دور بھاگے۔

(۵) أَدْعُوهُمْ لِأَجْبَاءِهِمْ (قرآن)

بلادان کو ان کے باپوں کے نام کے ساتھ۔

ان پانچ آیات میں "دُعَا" پکارنے اور بلانے کے معنی میں آیا ہے اور عبادت

کے معنی میں جیسے کہ فرمایا۔

(۱) إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أَمْثَلُكُمْ (قرآن -)

بے شک وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کو
چھوڑ کر وہ بندے ہیں مثل تمہاری۔

(۲) وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ كَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفِلُونَ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ (قرآن -)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو عبادت کرے
اللہ کو چھوڑ کر ایسے کی کہ وہ نہ قبول کرے
اس کو قیامت تک اور وہ ان کی عبادت
سے بے خبر ہیں اور جب لوگ جمع ہوں گے
وہ ہوں گے ان کے دشمن اور وہ ہوں گے
ان کی عبادت سے منکر۔

(۳) وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا (قرآن -)

اور بلاشبہ مسجدیں اللہ کی ہیں تو اللہ کے
ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

(۴) وَإِنَّ لَنَا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا (قرآن)

اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ کہ اس کی
عبادت کرے تو ہونے لگتا ہے اس پر
جھرمٹ۔

(۵) قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا
 أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا
 فرمادیجئے میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور
 کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔

(قرآن ۲۹)

ان پانچ آیات میں ”دعا“ عبادت کے معنی میں آیا ہے۔ اس قسم کی تمام
 وہ آیات جن میں مِنْ دُونِ اللَّهِ کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے یا اس کو مشرکین
 کا فعل قرار دیا گیا ہے وہاں ”دعا“ سے مراد عبادت ہے۔ اگر پکارنے والا کسی کو الہ
 خدا۔ مالک حقیقی۔ متصرف بالذات سمجھ کر پکارے تو ایسا پکارنا عبادت ہے اور
 مشرکین عرب مِنْ دُونِ اللَّهِ کو معبود سمجھ کر ہی پکارتے تھے اور ان کا پکارنا شرک
 فی العبادت تھا۔ لیکن حاشا وکلا کوئی مسلمان حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
 اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو معبود نہیں سمجھتا بلکہ ہر مسلمان ان کو اللہ تعالیٰ کے
 مقبول اور پیارے بندے سمجھ کر پکارتا اور ندا کرتا ہے۔ اور یہ ہرگز شرک نہیں
 ہے۔ اگر یہ فرق نہ کیا جائے تو وہ سب کے سب مشرک قرار پائیں گے جنہوں نے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کبار کو پکارا ہے جن کا مفصل بیان گذشتہ
 صفحات میں ہو چکا ہے۔

سوال! آیہ کریمہ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَلُكُمْ

بے شک وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں مثل تمہاری۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ عباد کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا شرک ہے؟

جواب! اس آیت کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ

آیت بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اس آیت سے پہلے فرمایا۔

أَيُّ شَيْءٍ كُونُ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ

يُخْلِقُونَ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ

نَصْرًا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ

وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ

لَا يَتَّبِعُواكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ

أَدْعَاؤُهُمْ أَمْ أَنْتُمْ مُصَابِتُونَ.

کیا وہ شریک بناتے ہیں اُسے جس نے کوئی چیز نہیں بنائی اور وہ تو خود بنائے گئے ہیں اور وہ نہیں طاقت رکھتے اُن کی مدد کرنے کی اور نہ وہ آپ اپنی مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف تو وہ نہ پوری کر سکیں گے تمہاری۔ برابر ہے تمہارے لئے خواہ تم ان کو بلاؤ یا تم خاموش رہو۔

اور اس آیت کے بعد میں فرمایا:-

اللَّهُمَّ ارْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ

أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ

يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَذَانٌ

يَسْمَعُونَ بِهَا قُلْ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ

ثُمَّ كِيدُوا فَلَآ تُنْظَرُونَ

کیا اُن کے پاؤں ہیں جنکے ساتھ وہ چلتے ہوں

کیا اُن کے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑتے

ہوں یا کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ

دیکھتے ہوں یا کیا اُن کے کان ہیں جن کے

ساتھ وہ سنتے ہوں (ابھی آپ) کہہ دیجئے کہ پکارو

اپنے شرکوں کو پھر میرے فلاں سازش کرو اور مجھے جہلت دو۔

سیاق و سباق کی آیات پر نظر کرتے ہوئے کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ کی ایسی صفات ہوتی ہیں اور انکی ایسی شان ہوتی ہے معاذ اللہ۔ افسوس صد افسوس! برا ہو اس تعصب کا یہ بھی بالکل اندھا ہی بنا دیتا ہے۔ محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء کی تو یہ شان ہے کہ خود خدا تعالیٰ انکی شان میں فرماتا ہے کہ

فَإِذَا الْحَبِيبَةُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي
يَسْمَعُ بِهِ بَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ
وَيَدَهُ الَّتِي يُبْطِشُ بِهَا
وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَفِي
رِوَايَةٍ وَرِيسَانَهُ الَّذِي يَتَكَلَّمُ
بِهِ وَإِنْ سَأَلْتَنِي لَأُعْطِيَنَّكَ
(بخاری)

پس جب میں کسی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو
اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے
اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا
ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا
ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا
ہے اور اسکی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔
اور اگر وہ کچھ مجھ سے مانگے تو میں ضرور ضرور اسے
عطا کرتا ہوں۔

یہ ہے انبیاء و اولیاء کی شان کہ ان کا سُننا دیکھنا بولنا رب کا سُننا دیکھنا
اور بولنا ہے وہ رب نہیں بلکہ رب کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ اور مذکورہ آیات
میں جو حالت بیان ہوئی ہے وہ بلاشبہ بتوں کی ہی حالت ہو سکتی ہے کہ نہ تو کچھ بنا سکیں
نہ کسی قسم کی کوئی طاقت رکھیں۔ اگر انکو ہدایت کی طرف بلا یا جاسکے تو قطعاً نہ آسکیں
اور ان کے سامنے چلانا اور خاموش رہنا برابر ہو اور ان کے ہاتھ پاؤں اور

کان آنکھیں تو ہیں مگر ان میں قوت نہیں کہ نہ تو چل سکیں نہ کچھ پکڑ سکیں، نہ دیکھ سکیں اور نہ سن سکیں۔

کاش دیوبندی حضرات اس آیت کو انبیاء اولیاء پر چسپاں کرنے سے پہلے اپنے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کی ہی تفسیر دیکھ لیتے چنانچہ عثمانی صاحب انہی آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

جن بتوں کو تم نے معبود ٹھہرایا ہے اور خدائی کا حق دیا ہے وہ تمہارے کام تو کیا آتے خود اپنی حفاظت پر بھی قادر نہیں اور باوجود مخلوق ہونے کے ان کمالات سے محروم ہیں جن سے کسی مخلوق کو دوسری پر تفوق و امتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ گوان کے ظاہری ہاتھ۔ پاؤں آنکھ۔ کان سب کچھ تم بناتے ہو لیکن ان اعضاء میں وہ قوتیں نہیں جن سے انھیں اعضاء کا جا سکے۔ نہ تمہارے پکارنے پر مصنوعی پاؤں سے چل کر آسکتے ہیں نہ ہاتھوں سے کوئی چیز پکڑ سکتے ہیں۔ نہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں نہ کانوں سے کوئی بات سن سکتے ہیں اگر پکارتے پکارتے تمہارا گلا بھی بھٹ جائے تب بھی وہ تمہاری آواز سننے والے نہیں اور اسپر چلنے والے یا اس کا جواب دینے والے نہیں تم ان کے سامنے چلاؤ یا خاموش رہو دونوں حالتیں یکساں ہیں نہ اس سے فائدہ نہ اس سے نفع۔

تعب ہے کہ جو چیزیں ملوک و مخلوق ہونے میں تم ہی جیسی عاجز و درملہ
 بلکہ وجود و کمالات وجود میں تم سے بھی گئی گذری ہوں انہیں خدا
 بنا لیا جائے اور جو اس کا رد کرے اسے نقصان پہنچنے کی دھمکیاں
 دی جائیں چنانچہ مشرکین مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے
 کہ آپ ہمارے بتوں کی بے ادبی کرنا چھوڑ دیں ورنہ نامعلوم وہ کیا
 آفت تم پر نازل کر دیں **وَيَخَوْفُ نَارًا بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ**
 (مرکوع ۱۴) اسی کا جواب قبل **ادْعُوا شُرَكَاءَ كُمْ** الخ سے
 دیا یعنی تم اپنے سب شرکار کو پکارو اور میرے خلاف اپنے سب
 منصوبے اور تدبیریں پوری کر لو پھر مجھ کو ایک منٹ کی مہلت بھی
 نہ دو۔ دیکھو تم میرا کیا بگاڑ سکو گے۔

یہجے خود فیصلہ کیجئے بات آپ کی صحیح ہے یا آپ کے شیخ الاسلام کی؟ آپ کے
 شیخ الاسلام نے تو فیصلہ کر دیا کہ اس آیت سے مراد بت ہی ہیں اور آپ اس آیت
 کو انبیار و اولیاء پر چسپاں کر رہے ہیں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
 زلیخانے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو گا کہ بتوں کے حق میں اتری ہوئی آیات کو
 انبیار و اولیاء پر اور کافروں مشرکوں کے حق میں اتری ہوئی آیات کو مسلمانوں پر

چسپاں کیا جائے بلاشبہ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ
 إِلَّا خَسَارًا۔ نیز آیت میں حاضر و غائب، زندہ و مردہ، دور و نزدیک، مافوق
 الاسباب و ماتحت الاسباب کی کوئی قید نہیں بلکہ مطلق ہے تو اگر تَدْعُونَ
 کے معنی پکارنے کے لئے جائیں تو جس طرح بھی کوئی کسی کو پکارے جس عقیدہ سے
 پکارے وہ مشرک ہوگا۔ اس لحاظ سے دنیا میں پھر کوئی شخص مسلمان نہیں رہ
 سکے گا سب مشرک قرار پائیں گے معاذ اللہ ماننا پڑے گا کہ تَدْعُونَ کے معنی
 تَعْبُدُونَ کے ہیں اور عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ سے مراد وہ بت مورتیاں ہیں جو انسانوں
 کی مثل بنائی جاتی تھیں اور کفار و مشرک اُن کی پوجا کرتے اور ان کو معبود سمجھ کر
 پکارتے تھے۔

سوال :- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا
 أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا۔ کیا کافروں کو یہ گمان ہے کہ وہ میرے بندوں کو میرے سوا
 حمایتی و مددگار بنا لیں گے۔ ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو کافروں کی جہانی کیلئے اس آیت سے بھی ثابت
 ہوا کہ اللہ کے بندوں کو ولی من دون اللہ بنانا کفر و شرک ہے دیکھو امام رازی
 نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ عبادی سے مراد ملائکہ اور انبیاء ہیں

جواب :- امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کو
 مراد نہیں لیا بلکہ شیاطین اور اصنام کو بھی مراد لیا ہے چنانچہ ان کی پوری عبارت

یہ ہے فرماتے ہیں

فِي الْعِبَادِ اقْوَالٌ قِيلَ اَرَادَ عَيْسَى وَالْمَلَائِكَةُ وَقِيلَ هُمُ الشَّيَاطِينُ
لِوَالِدِهِمْ وَلَطِيعُونَ لَهُمْ وَقِيلَ هِيَ الْاَصْنَامُ سَمَّاهُمْ عِبَادًا كَقَوْلِهِ عِبَادُ
اَمْثَالِكُمْ (تفسیر کبیر ص ۵۲۹)

اسی طرح تفسیر منظری ص ۲۶ میں ہے

يَعْنِي الْمَلَائِكَةَ وَالْمَسِيحَ وَعَزَيْرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْنِي الشَّيَاطِينَ
الَّذِينَ اطَاعُوهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَقَالَ مَقَاتِلُ الْاَصْنَامُ سَمَّيْتُ عِبَادًا لِمَا قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا اَمْثَالِكُمْ

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ”عباد“ سے مراد یا تو حضرت عیسیٰ
و حضرت عزیر علیہم السلام اور ملائکہ ہیں یا شیاطین ہیں کہ کفار اللہ کو چھوڑ کر ان کی
اطاعت کرتے تھے۔ یابت ہیں اور ان کا نام ”عباد“ رکھا گیا جیسا کہ آیت
إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا اَمْثَالِكُمْ میں بتوں کو ”عباد“ فرمایا
گیا ہے۔

تو اگر ”عباد“ سے مراد ملائکہ اور انبیاء ہوں تو اولیاء فقط ناصرین
(مدد کرنے والے) کے معنی میں نہیں ہوگا بلکہ معبودین ناصرین کے معنی میں ماننا پڑے گا۔
کیونکہ خود قرآن کریم شاہد ہے کہ کفار و مشرکین نے جن کو من دون اللہ اولیاء بنایا
تھا وہ ان کو معبود مانتے اور ان کی عبادت کرتے تھے چنانچہ فرمایا وَالَّذِينَ

اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ. اور
 وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے مقابلے میں بنائے ہیں معبود وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت اس لئے
 کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں گے۔ تفسیر مظہری میں ہے قُلْ أَغْيَرُ اللَّهُ
 اتَّخَذُوا لِيَاءَ نَاصِرًا أَوْ مَعْبُودًا (مظہری ص ۲۴۶)

پس ثابت ہوا کہ کفار و مشرکین انبیار و اولیاء اور ملائکہ کو معبود مان کر اپنا
 مددگار سمجھتے تھے اور کسی کو معبود مان کر مددگار سمجھنا بلاشبہ شرک ہے لیکن جاشا
 و کلا کوئی مسلمان کسی نبی ولی کو معبود سمجھ کر مدد نہیں مانگتا بلکہ ہر مسلمان انبیار و
 اولیاء کو اللہ کی مدد کا مظہر سمجھ کر پکارتا اور مدد مانگتا ہے اور یہ ہرگز شرک نہیں۔
 اور حقیقت یہ ہے کہ کفار و مشرکین نے پتھروں کے مجسمے بنائے اور
 ان کے نام انبیار و اولیاء کے نام پر رکھے اور ان کی پوجا کی۔ جیسا کہ آج کل
 عیسائیوں کے گرجوں میں بت ہوتے ہیں کسی بت کا نام انھوں نے عیسیٰ کسی کا نام
 مریم رکھا ہوتا ہے (معاذ اللہ) تو وہ ان بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے
 کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان مجسموں
 سے کیا تعلق ہے جیسا کہ اگر کوئی خدا کے نام کا بت بنالے اور یہ سمجھ لے کہ اس میں
 اللہ کا جلوہ ہے اور اس کی پوجا کرنے لگے تو وہ اللہ کی پوجا کرنے والا قرار نہ پائے گا
 اور بلاشبہ مشرک ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا کرنے کا حکم نہ دیا۔ اس طرح
 انبیار و ملائکہ نے بھی لوگوں کو ہرگز یہ حکم نہیں دیا کہ ہمارے مجسمے بنا کر ان کی

پوجا کرنا۔ تو کفار نے خود ہی اپنے زعمِ فاسد سے شیطانی وساوس کا شکار ہو کر
ایسا کرنا شروع کر دیا اور مشرک ٹھہرے تو حقیقت میں یہ پوجا بتوں کی ہی
ہوئی انبیاء و ملائکہ کی نہ ہوئی۔ انبیاء و ملائکہ اس سے بالکل بری الذمہ ہیں۔
اگر یہ نہ مانا جائے تو پھر اس آیت کا کیا جواب ہوگا اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ۔ (قرآن -) بے شک (اے مشرک) تم اور جن کی تم عبادت
کرتے ہو اللہ کے سوا جہنم کا ایندھن ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ ”عباد من دون اللہ سے
مراد بت ہی ہیں جن کی مشرکین عبادت کرتے تھے۔ اگر عباد من دون اللہ سے
مراد انبیاء اولیاء کو لیا جائے تو پھر وہ معاذ اللہ جہنم کا ایندھن قرار پائیں گے۔
اور وہ یقیناً جہنم کا ایندھن نہیں ہیں بلکہ قطعی جنتی ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ ”عباد
من دون اللہ سے مراد بت ہی ہیں اور وہ بت اور ان کے پجاری دونوں یقیناً
جہنم کا ایندھن ہوں گے کما قال اللہ تعالیٰ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُودُهَا النَّاسُ
وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ۔ نیز فرمایا قَالُوْا اَرَاهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ تَاللّٰهِ
اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اِذْ نُسُوْا بِكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۹ چنانچہ ان
آیات کی تفسیر بھی اپنے شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانی سے سن لیجئے۔
فرماتے ہیں:-

یعنی بت اور بت پرست اور املیس کا سارا لشکر سب کو دوزخ
میں اوندھے منہ گرا دیا جائیگا وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑیں گے۔

ایک دوسرے کو الزام دیگا اور آخر کار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے کہ واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو (یعنی بتوں کو) یاد دوسری چیزوں کو جنہیں خدائی کے حقوق و اختیارات دے رکھے تھے (رب العالمین کے برابر کر دیا کیا کہیں یہ غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ نہ کوئی بت کام دیتا ہے نہ شیطان مدد کو پہنچتا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین ہمارا دعویٰ دلائل حقہ سے ثابت ہو گیا۔ اور رہا اصنام یعنی بتوں پر عباد کا اطلاق تو وہ بایں معنی ہے کہ اصنام بھی مثل عباد مملوکہ مسخرہ ہیں۔

جو لوگ انبیاء اولیاء کی ندا کو ”دعا من دون اللہ میں داخل کر کے اس سے منع کرتے ہیں وہ اپنی جہالت کی بنا پر یہ بھی نہیں جانتے کہ اگر انبیاء اولیاء کی ندا کو دعا من دون اللہ میں داخل کیا تو پھر حضرات انبیاء اولیاء کو معاذ اللہ باطل کہنا اور ماننا پڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذَالِكُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ۔ یہ اس واسطے کہ بیشک اللہ تعالیٰ وہ حق اور بے شک وہ جس کو یہ پکارتے ہیں اس کے سوا وہ باطل ہے پس کیا فرماتے ہیں علماء و ہابییہ۔ دیوبندیہ۔ وغیرہ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور

اولیاء کرام رحمہم اللہ حق ہیں یا باطل؟ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ حق والرسول
حق والوہی حق وشفاعة الانبياء والاولياء حق۔ الحمد لله رب العالمين

”دعا اور عبادت“ میں تغایر یا اتحاد و عینیت؟

عبادت اور دعا کے مفہوم میں من وجہ تغایر ہے اور من وجہ اتحاد یعنی
ان دونوں میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے۔ بعض وہ افعال
ہیں جہاں عبادت صادق آتی ہے مگر دعا نہیں۔ اور بعض وہ صورتیں ہیں جہاں
دعا صادق آتی ہے مگر عبادت نہیں۔ اور بعض امور پر دعا اور عبادت دونوں کا
اطلاق صحیح ہے۔ ایک مادہ اجتماعی ہے اور دو افتراقی۔ اجتماعاً مثلاً اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ دعا کرنا۔ دعا بھی ہے اور عبادت بھی۔ اور
افتراقی نمبر جیسے حق تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو بغیر معبود سمجھنے کے پکارنا دعا ہے عبادت
نہیں۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَ نَهَارًا۔ افتراقی
جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے رکوع و سجود و قیام کرنا عبادت ہے اور دعا نہیں۔

سوال :- صحیح حدیث میں ہے الدعاء هو العبادۃ جس کا صریح مفاد یہ ہے کہ
پکارنا عبادت ہے۔

جواب :- الدعاء میں لام تعریف سے کونسا لام مراد ہے؟ غمہ خارجی۔ جنسی یا
استغراقی؟ اگر استغراقی ہے تو هَا تُوْبُوْهُنَّ اَنْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ اور

عہدِ خارجی یا جنسی ہے تو تقرب تام نہیں کمالا یحقی۔

بالفاظ دیگر اگر الدعاء هو العبادۃ کا یہ مفہوم ہے کہ ہر پکارنا عبادت ہے تو اس ایجاب کلی کے دعویٰ پر کیا ثبوت ہے۔ ایجاب کلی کی صورت میں تو خود مخالف بھی شرک سے نہیں بچ سکتا۔ اور اگر الدعاء هو العبادۃ موجبہ جزئیہ ہے تو ہمیں کوئی مضر نہیں ہم تو پہلے تصریح کر چکے ہیں کہ دعا اور عبادت میں من وجہ اتحاد ہے مگر بعض الدعاء کے عبادت ہونے سے مخالف کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔

سوال :- اگر دعا اور عبادت کے مفہوم میں مغایرت ہے تو عبادت کا عمل دعا پر کیسے صحیح ہے؟

جواب :- یہ اعتراض بالکل کم علمی سے ناشی ہے ورنہ منطق کا ادنیٰ بتدی بھی جانتا ہے کہ الْحَمْلُ فِي اصْطِلَاحِهِمْ اتِّحَادُ الْمُتَعَاثِرِينَ فِي الْمَفْهُومِ بِحَسَبِ الْوُجُودِ۔ یعنی حمل اصطلاح میں ایسی دو چیزوں کو بحسب الوجود متحد کرنا جو کہ مفہوم میں ایک دوسرے کے متغائر ہوں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی فصیلتِ شانِ علمی و عملی مخالفین کے ہاں مسلم ہے اور جگہ جگہ اُن کا سہارا لیتے ہیں اس نازک مرحلہ میں انھوں نے بھی اُن کا ساتھ چھوڑ دیا، فرماتے ہیں :-

وَلَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الدَّعَاءِ الْعِبَادَةِ (گلدستہ توحید)۔

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ کھا وہی پتے ہوا دینے لگے،

لطیفہ! اگر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک دعا اور عبادت میں عینیت ہے تو انھیں
چاہئے کہ کبھی اس پر عمل پیرا ہو کر کبھی دکھائیں تب پتہ چلے؛ بالعموم ان کے جلسے
تو ہوتے ہی ہیں کبھی کبھی اپنے اشتہارات میں یوں لکھا کریں۔ اسمائے گرامی حضرت
مدعوین یعنی معبودین فلاں فلاں۔ اور نیچے الداعی کی جگہ العابد لکھ دیا کریں
اگر عملی ثبوت دیں تو لوگوں کو پورا یقین و اعتماد حاصل ہو جائے کہ آپ لوگ
دعا اور عبادت میں عینیت کے قائل ہیں۔

الحمد للہ! اس خادمِ اہلسنت نے "الدعا" اور عبادت من دون اللہ
کے متعلق مختصر مگر نہایت تحقیقی بحث ہدیہ ناظرین کی ہے۔ بنظر انصاف دیکھنے
والے طالبِ حق کے لئے انشاء اللہ یہ کافی و وافی ثابت ہوگی۔

اے کاش! ہمارے مخالفین بھی تعصب اور ضد و عناد کو چھوڑ کر ازراہ
عدل و انصاف اس میں غور و فکر فرمائیں اور حق بات کو تسلیم کر لیں اور مسلمانوں
کے اتحاد و اتفاق کا باعث بنیں جس کی اس دور میں اشد ضرورت ہے۔

جو لوگ آیات قرآنی کا مطلب و مفہوم غلط بیان کرتے ہیں اور بتوں کے
بارے میں اٹری ہوئی آیات کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرتے رہتے ہیں وہ ایک
طرف تو امت میں اختلاف و افتراق کا باعث بنتے ہیں اور دوسری طرف آخرت

میں عذابِ الہی کے مستحق بنتے ہیں۔

آخر میں یہ خادمِ اہلسنت اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ صحابہ کرام۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ ائمہ۔ اولیاء۔ اور تمام اہلسنت درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے اور ندا کرتے چلے آئے ہیں اور یہی حق ہے۔

رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

آجکل کے نئے نئے فتنوں۔ فرقوں اور عقیدوں سے بچیں اور بزرگان

دین کے طریق پر قائم رہیں اسی میں سلامتی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ بطفیل اپنے

حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو مذہبِ مہذب اہلسنت و جماعت پر

قائم و دائم رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے آمین ثم آمین

بندۂ ناچیز!

محمد شفیع الخطیب الاوی کاروی غفرلہ

کراچی



الحاج حضرت مولانا محمد شفیع

نماز

مُترجم

نماز پنجگانہ، نماز عیدین، نماز جمعہ،

نماز جنازہ، اور دیگر ضروری مسائل

قرآن و احادیث اور فقہ کے حوالوں

کے ساتھ بیان ہوئے ہیں ان مسائل

سے ہر مسلمان کا واقف ہونا بہت سے

ضروری ہے

ہدیہ ۵۰ پیسے

انخطیب اوکاڑوی

کی دیگر تصانیف

برکات میلاد شریف

☆ اس رسالہ میں میلاد شریف

پڑھنے اور سلام پڑھنے کا روشن

ثبوت پیش کیا گیا ہے۔۔۔☆

ہدیہ ۵۰ پیسے

نغمہ حبیب

معتبر علمائے کرام اور شعرائے عظام کا منتخب اور بلند پایہ نعتیہ کلام

عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سرمایہ عشق و محبت آپ کے قلب

کو روحانی اور ایمانی مسرت سے بہتار کر دے گا۔☆ - ☆ - ☆

نعت حنوائے حضرات کیلئے بے نظیر تحفہ

ہدیہ ۷۵ پیسے

ثَوَابُ الْعِبَادَاتِ الْحَاجِ حَقْرُ مَوْلَانَا

رَہِ عَقِيدَہ

اس میں قرآن پاک صحیح احادیث کتب فقہ اور خود مخالفین کے اکابر علماء کی کتب سے ایصالِ ثواب کا ثبوت بغیر کسی پر طعن و تشنیع کے پیش کیا گیا ہے ایصالِ ثواب کے جواز پر بہترین

رسالہ - ہدیہ ۵۰ پیسے

عواقب شام بیت المقدس

مکہ مکرمہ مدینہ منورہ

اور ان کے مصنفات کے تمام مقامات
مقدمہ کے تفصیلی حالات اور فضائل کا

مختصر خطبہ الاوکاوی

بیان اس کتاب میں موجود ہے، اور اپنی

عشق و محبت کے پردہ دار پر نور واقعات

بھی اس میں شامل ہیں۔

قیمت :- چار روپے

سَفِينَةُ نُوحٍ

(حصہ اول)

اہل بیت کرام کی

شان قرآن و حدیث

کی روشنی میں اور حضرت

علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و

چند دیگر

کمالات کا ذکر - ہدیہ - ایک روپیہ

* (حصہ دوم) حضرت فاطمہ زہراءؑ کی زندگی کے حالات

اور فضائل پر دے اور باغ فدک کا نہایت اچھوتا بیان - *

ہدیہ ۵۰ پیسے

کتابیں

الذِّكْرُ الْحَسْبِيُّ فِي سِيرَةِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صنوع پر نہایت لاجواب اور بے نظیر کتاب ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک سے لے کر بعثت تک کے مفصل حالات کا بیان ہے۔ ضمن میں اور بہت سے مفید مسائل بھی بیان ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا ہر مسلمان کے گھر ہونا ضروری ہے۔۔۔۔۔

عمدہ کاغذ۔ آفسٹ کے دیدہ زیب طبعات

ہدیہ۔ پانچ روپے

الزَّوَارِ سَائِلَةٌ

اس میں چالیسے احادیث مبارکہ اور ان کی شرح کے روشنی میں نماز کے مسائل خصوصاً فاتحہ خلف الاما رفع یدین۔ آمین بالجہر۔ نافہ کے نیچے ہاتھ باندھنے۔ آذان اور نماز کے بعد درود شریف پڑھنے۔ اور بد عقیدہ و بے ادب کے پیچھے نماز نہ ہونے کا مدلل بیان ہے

اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے

زیر طبع

مؤلف کے دیگر تصانیف

الذِّكْرُ الْجَمِيلُ فِي حَلِيَّةِ الْحَبِيبِ الْخَلِيلِ

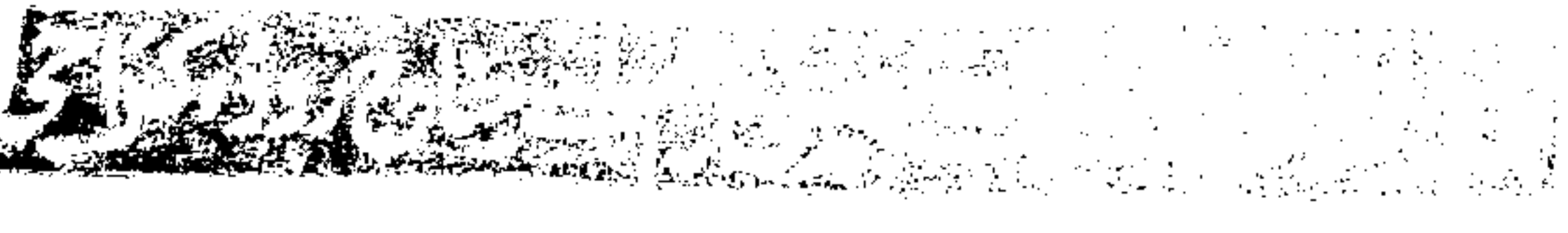
یہ نہایت حسین و جمیل تالیف ہے۔ اس میں حضور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علیہ شریف سراقِدس سے لے کر پائے منور تک ہر ہر عضو کے خصائص و فضائل، کمالات و برکات اور معجزات کو قرآن و حدیث اور معتبر و مستند روایات اور عقل سلیم کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ آج کل کے بعض مذہبی اختلافی مسائل حیات النبی، علم غیب، حاضر و ناظر اور مسئلہ رجم اور دیگر بہت سے مسائل کا حل بغیر کسی فرقہ پر طعن و تشنیع کے نہایت حکیمانہ اور محبت بھرے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ گویا اس کتاب کا ایک ایک حرف عقائد اور اعمال اخلاق کی اصلاح کرتا ہے، پڑھے لکھے لوگوں، واعظوں اور عاشقانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سرمایہ اور سکون قلب ہے۔ یہ مسلمان کو اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے،

ہدیہ :- ۵/۷ روپے ★

درس توحید اپنے آئینہ میں کراچی کے دیوبندی حضرات کی معرکہ الآراء کتابت سے توحید کا نہایت شاندار اور دلچسپ جواب خود انہی کے احباب کی عبادت سے قابل دید ہے۔ ہدیہ، ۷۵ روپے



[The main body of the page contains extremely faint and illegible text, likely bleed-through from the reverse side of the paper. The text is arranged in approximately 20 horizontal lines across the page.]





[The main body of the page contains several lines of text that are extremely faint and illegible due to the high contrast of the scan. The text appears to be organized into paragraphs, but no specific words or sentences can be discerned.]

